بسم اللہ الرحمٰن الرحیم
نحمدہٗ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم
وعلیٰ عبدہ المسیح الموعود

وَلَقَدْ نَصَرَكُمُ اللّٰهُ بِبَدْرٍ وَّاَنْتُمْ اَذِلَّةٌ

جلد 46

ایڈیٹر
منیر احمد خادم
نائبین
قریشی محمد فضل اللہ
منصور احمد

Postal Registration No:p/GDP-23

ہفت روزہ
بدر
قادیان

The Weekly BADR Qadian

شمارہ نمبر: 34
شرح چندہ
سالانہ 150 روپے
بیرونی ممالک
بذریعہ ہوائی ڈاک
20 پونڈ یا 40 ڈالر امریکن۔ بذریعہ
بحری ڈاک 10 پونڈ
یا 20 ڈالر امریکن

17, ربیع الثانی 1418 ہجری 21 ظہور 1376 ہش 21 اگست 1997ء

اخبار احمدیہ

لندن۔ ۸ اگست (ایم ٹی اے انٹرنیشنل) سیدنا حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز اللہ تعالیٰ کے فضل و کرم سے بخیریت ہیں الحمد للہ۔ آج حضور انور نے مسجد فضل لندن میں خطبہ جمعہ ارشاد فرماتے ہوئے فرمایا احباب جماعت کو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی بیان فرمودہ تعلیم پر عمل کرتے ہوئے اس زمانہ کے نوح کی کشتی میں سوار ہو جانا چاہئے اور احمدیت کی روز افزوں ترقی کو دیکھ کر حسد کرنے والوں کے حسد سے خدا کی پناہ مانگنی چاہئے اور دعاؤں پر زور دینا چاہئے۔

پیارے آقا کی صحت و تندرستی درازی عمر مقاصد عالیہ میں فائز المرامی اور خصوصی حفاظت کیلئے دعائیں جاری رکھیں۔ اللہ تعالیٰ ہمارے امام کا ہر قدم پر حامی و ناصر ہو اور تائید و نصرت فرمائے۔ (آمین)

قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دیئے جاتے ہیں

ارشادات عالیہ سیدنا حضرت مرزا غلام احمد قادیانی مسیح موعود و مہدی معہود علیہ الصلوٰۃ والسلام

غرض قرآن شریف کی زبردست طاقتوں میں سے ایک یہ طاقت ہے کہ اُس کی پیروی کرنے والے کو معجزات اور خوارق دیئے جاتے ہیں اور وہ اس کثرت سے ہوتے ہیں کہ دنیا اُن کا مقابلہ نہیں کر سکتی۔ چنانچہ میں یہی دعویٰ رکھتا ہوں اور بلند آواز سے کہتا ہوں کہ اگر دنیا کے تمام مخالف کیا مشرق کے اور کیا مغرب کے ایک میدان میں جمع ہو جائیں اور نشانوں اور خوارق میں مجھ سے مقابلہ کرنا چاہیں تو میں خدا تعالیٰ کے فضل سے اور توفیق سے سب پر غالب رہوں گا اور یہ غلبہ اس وجہ سے نہیں ہوگا کہ میری روح میں کچھ زیادہ طاقت ہے بلکہ اس وجہ سے ہوگا کہ خدا نے چاہا ہے کہ اس کے کلام قرآن شریف کی زبردست طاقت اور اس کے رسول حضرت محمد مصطفیٰ ﷺ کی روحانی قوت اور اعلیٰ مرتبت کا میں ثبوت دوں اور اُس نے محض اپنے فضل سے نہ میرے کسی ہنر سے مجھے یہ توفیق دی ہے کہ میں اُس کے عظیم الشان نبی اور اس کے قوی الطاقت کلام کی پیروی کرتا ہوں اور اس سے محبت رکھتا ہوں اور وہ خدا کا کلام جس کا نام قرآن شریف ہے جو ربانی طاقتوں کا مظہر ہے میں اس پر ایمان لاتا ہوں اور قرآن شریف کا یہ وعدہ ہے کہ لھم البشری فی الحیٰوۃ الدنیا اور یہ وعدہ ہے کہ ایدھم بروح منہ اور یہ وعدہ ہے کہ یجعل لکم فرقانا اس وعدہ کے موافق خدا نے یہ سب مجھے عنایت کیا ہے اور ترجمہ ان آیات کا یہ ہے کہ جو لوگ قرآن شریف پر ایمان لائیں گے ان کو مبشر خوابیں اور الہام دیئے جائیں گے یعنی بکثرت دیئے جائیں گے ورنہ شاذ و نادر کے طور پر کسی دوسرے کو بھی کوئی سچی خواب آسکتی ہے مگر ایک قطرہ کو ایک دریا کے ساتھ کچھ نسبت نہیں اور ایک پیسہ کو ایک خزانہ سے کچھ مشابہت نہیں اور پھر فرمایا کہ کامل پیروی کرنے والے کی روح القدس سے تائید کی جائے گی یعنی ان کے فہم اور عقل کو غیب سے ایک روشنی ملے گی اور ان کی کشفی حالت نہایت صفا کی جائے گی اور ان کے کلام اور کام میں تاثیر رکھی جائے گی اور ان کے ایمان نہایت مضبوط کئے جائیں گے اور پھر فرمایا کہ خدا ان میں اور ان کے غیر میں ایک فرق بین رکھ دے گا یعنی بمقابل ان کے باریک معارف کے جو ان کو دیئے جائیں گے اور بمقابل ان کے کرامات اور خوارق کے جو ان کو عطا ہوں گی دوسری تمام قومیں عاجز رہیں گی۔ چنانچہ ہم دیکھتے ہیں کہ قدیم سے خدا تعالیٰ کا یہ وعدہ پورا ہوتا چلا آتا ہے اور اس زمانہ میں ہم خود اس کے شاہد رویت ہیں۔

یہ تو ہم نے قرآن شریف کی اس زبردست طاقت کا بیان کیا ہے جو اپنے پیروی کرنے والوں پر اثر ڈالتی ہے لیکن وہ دوسرے معجزات سے بھی بھرا ہوا ہے۔ اُس نے اسلام کی ترقی اور شوکت اور فتح کی اس وقت خبر دی تھی جب کہ آنحضرت ﷺ مکہ کے جنگلوں میں اکیلے پھرا کرتے تھے اور ان کے ساتھ بجز چند غریب اور ضعیف مسلمانوں کے اور کوئی نہ تھا اور جب قیصر روم ایرانیوں کی لڑائی سے مغلوب ہو گیا اور ایران کے کسریٰ نے اس کے ملک کا ایک بڑا حصہ دبا لیا تب بھی قرآن شریف نے بطور پیشگوئی کے یہ خبر دی کہ نو برس کے اندر پھر قیصر روم فتحیاب ہو جائے گا اور ایران کو شکست دے گا چنانچہ ایسا ہی ظہور میں آیا ایسا ہی شق القمر کا عالیشان معجزہ جو خدائی ہاتھ کو دکھلا رہا ہے قرآن شریف میں مذکور ہے کہ آنحضرت ﷺ کی انگلی کے اشارہ سے چاند دو ٹکڑے ہو گیا اور کفار نے اس معجزہ کو دیکھا۔ اس کے جواب میں یہ کہنا کہ ایسا وقوع میں آنا خلاف علم ہیئت ہے یہ سراسر فضول باتیں ہیں کیونکہ قرآن شریف تو فرماتا ہے کہ اقتربت الساعۃ وانشق القمر وان یروا اٰیۃ یعرضوا ویقولوا سحر مستمر یعنی قیامت نزدیک آگئی اور چاند پھٹ گیا اور کافروں نے یہ معجزہ دیکھا اور کہا کہ یہ پکا جادو ہے جس کا آسمان تک اثر چلا گیا۔ اب ظاہر ہے کہ یہ نرا دعویٰ نہیں بلکہ قرآن شریف تو اس کے ساتھ ان کافروں کو گواہ قرار دیتا ہے جو سخت دشمن تھے اور کفر پر ہی مرے تھے۔ اب ظاہر ہے کہ اگر شق القمر وقوع میں نہ آیا ہوتا تو مکہ کے مخالف لوگ اور جانی دشمن کیونکر خاموش بیٹھ سکتے تھے وہ بلاشبہ شور مچاتے کہ ہم پر یہ تہمت لگائی ہے ہم نے تو چاند کو دو ٹکڑے ہوتے نہیں دیکھا اور عقل تجویز نہیں کر سکتی کہ وہ لوگ اس معجزہ کو سراسر جھوٹ اور افترا خیال کر کے پھر بھی چپ رہتے۔ بالخصوص جب کہ ان کو آنحضرت ﷺ نے اس واقعہ کا گواہ قرار دیا تھا تو اس حالت میں ان کا فرض تھا کہ اگر یہ واقعہ صحیح نہیں تھا تو اس کا رد کرتے نہ یہ کہ خاموش رہ کر اس واقعہ کی صحت پر مہر لگا دیتے پس یقینی طور پر معلوم ہوتا ہے کہ یہ واقعہ ضرور ظہور میں آیا تھا اور اس کے مقابل پر یہ کہنا کہ یہ قواعد ہیئت کے مطابق نہیں یہ عذرات بالکل فضول ہیں۔ معجزات ہمیشہ خارق عادت ہی ہوا کرتے ہیں ورنہ وہ معجزے کیوں کہلائیں اگر وہ صرف ایک معمولی بات ہو اور علاوہ اس کے علم ہیئت کی کس نے اب تک حد بست کر لی ہے ہمیشہ نئے نئے عجائبات آسمانی ظاہر ہوتے ہیں کہ جن کے بھید کچھ بھی سمجھ نہیں آتے اور ایسے خارق عادت طور پر ظاہر ہوتے ہیں کہ عقل ان میں حیران رہ جاتی ہے۔ تھوڑے دن ہوئے ہیں کہ خدا نے میرے پر ظاہر کیا تھا کہ انگریزی مہینہ کی اخیر تاریخ میں ایک نشان آسمانی ظاہر ہوگا اور میں نے فی الفور اخباروں میں یہ پیشگوئی شائع کر دی تھی چنانچہ جب اکتیسویں تاریخ مہینہ کی ہوئی تو ایک روشن ستارہ آسمان سے گرتا ہوا ہزاروں لوگوں کو دکھائی دیا اور ہر ایک نے یہی سمجھا کہ اسی کے گاؤں میں گرا ہے۔ اس کے ساتھ ایک گرج اور تند آواز بھی تھی بعض جگہ بعض لوگ اس کی روشنی اور آواز سے غش کھا کر گر گئے اور ہمیں خبر پہنچی ہے کہ سات سو کوس تک اس ہیبت ناک ستارہ کا گرنا دیکھا گیا۔ بلکہ تبت تک کی ہمیں خبر آئی ہے کہ اُن لوگوں نے بھی اس روشن اور تند آواز ستارہ کو گرتے دیکھا جس کے ساتھ ہیبت ناک آواز تھی۔ اب کوئی ہیئت دان بتلا دے کہ یہ کیا ماجرا تھا۔

غرض قرآن شریف بڑے بڑے نشانوں سے پُر ہے جن کے ذکر کرنے کیلئے یہ مضمون کافی نہیں اور ایک عجیب طریق قرآن شریف کا یہ ہے جو کسی اور کتاب میں نہیں دیکھا گیا اور وہ یہ کہ وہ خدا تعالیٰ کی قدرت اور علم اور رحمت اور بخشش وغیرہ صفات کے بیان کرنے میں عاجز انسان کی طرح ان صفات کو محض معمولی طور پر بیان نہیں کرتا بلکہ خود زندہ اور تازہ ثبوت اس بات کا دیتا ہے کہ خدا عالم ہے خدا قادر ہے خدا رحیم ہے خدا نجات دہندہ ہے یعنی معجزہ اور پیشگوئی کے طور پر تازہ نمونہ ان صفات کا مشاہدہ کرا دیتا ہے تا انسان کو یقین آجائے کہ جو کچھ دنیا میں اس کی صفات مشہور ہیں وہ در حقیقت اس میں پائی جاتی ہیں اور تا پڑھنے والے اس کے خدا تعالیٰ کی صفات کی نسبت حق الیقین تک پہنچ جائیں۔

(چشمہ معرفت صفحہ ۴۰۹۔ صفحہ ۴۱۳)

جلسہ سالانہ قادیان ۱۹۹۷ء

سیدنا امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے ۱۰۶ ویں جلسہ سالانہ قادیان کے انعقاد کیلئے ۱۸۔۱۹۔۲۰ (جمعرات۔ جمعہ۔ ہفتہ) فتح ۱۳۷۶ ہش (دسمبر ۱۹۹۷ء) کی تاریخوں کی منظوری مرحمت فرمائی ہے۔ احباب جماعت سے درخواست ہے کہ ابھی سے اس بابرکت جلسہ میں شمولیت کیلئے تیاری شروع کر دیں۔ اور اس جلسہ کی کامیابی کیلئے دعا کرتے رہیں۔

مجلس مشاورت

:- اسی طرح جماعت ہائے احمدیہ بھارت کی نویں مجلس مشاورت کیلئے سیدنا حضور انور نے ۲۱ر دسمبر ۱۹۹۷ء (بروز اتوار) کی تاریخ کی منظوری عطا فرمادی ہے امراء کرام صدر صاحبان سے گزارش ہے کہ شوریٰ کیلئے تجاویز اور نمائندگان کی اطلاع ۳۰ر اکتوبر ۱۹۹۷ء تک سیکرٹری شوریٰ کو بھجوادیں۔

(ناظر دعوت و تبلیغ قادیان)

منیر احمد حافظ آبادی ایم۔ اے پرنٹر و پبلشر نے فضل عمر آفسیٹ پرنٹنگ پریس قادیان میں چھپوا کر دفتر اخبار بدر قادیان سے شائع کیا۔ پروپرائٹر نگران بدر بورڈ قادیان

لا الہ الا اللہ محمد رسول اللہ

آزادی ہند اور جماعت احمدیہ

............(۴)............

گزشتہ گفتگو میں ہم عرض کر چکے ہیں کہ ۱۳ اپریل ۱۹۱۹ء کے جلیانوالہ کے خوفناک وحشیانہ قتل عام کے بعد تمام ملک میں انگریزوں کے خلاف ایک آگ سی پھیل گئی تھی۔ ہر طرف ہڑتالیں۔ لوٹ مار، قتل و غارت اور عوام کیلئے طرح طرح کی مصیبتیں اپنا منہ کھولے ہوئے تھیں۔ بعض لیڈروں کی جانب سے انگریزوں کے خلاف ترک موالات کے فتوے دئے گئے۔ کانگریس کے لیڈروں کی جانب سے بھی سول نافرمانی کی تحریکیں چلائی گئیں اور بعض یہ کہنے لگے تھے کہ انگریزوں سے لڑنے کی بجائے اب صبر کر لینا بہتر ہے۔

اس موقع پر بھی حضرت امام جماعت احمدیہ مرزا بشیر الدین محمود احمد خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے سیاسی قائدین اور ہندوستانی عوام کی مکمل راہنمائی فرمائی۔ آپ نے فرمایا کہ ہمیں ہمیشہ تین مقاصد کو پیش نظر رکھ کر آزادی حاصل کرنی چاہیے۔

۱۔ ایک تو یہ کہ ہمارا ملک آزاد ہو اور جب آزاد ہو تو اس وقت ہمیں تعلیم یافتہ سلجھے ہوئے راہنما اور دانشور مہیا ہوں۔ اسی طرح آزادی کے بعد ہمیں ہر شعبے کے تجربہ کار ماہرین مہیا ہونے چاہئیں۔

۲۔ دوسرے چونکہ انگریز ایک تجربہ کار قوم ہے ہمیں اس سے ایسا رویہ اختیار کرنا چاہئے کہ حصول آزادی کے بعد بھی ہم ان کے تجربات سے مکمل فائدے اٹھا سکیں۔

۳۔ آپ نے مسلمانوں کو یہ بات سمجھائی کہ انگریزوں سے ہمیں خوفزدہ نہیں ہونا چاہئے بلکہ انگریز کو اپنا شکار سمجھنا چاہئے جو خدا نے ہمارے ملک میں ہمارے پاس بھیج دیا ہے۔ اب ہمارا فرض ہے کہ بجائے ترک موالات جیسی تحریکیں چلانے کے اس سلجھی ہوئی قوم کے سامنے وہ اسلامی نمونہ پیش کریں جس کے نتیجہ میں یہ لوگ بجائے ہم سے دشمنی کرنے کے ہم سے خوفزدہ ہونے کے اسلام کی حسین تعلیم کو معلوم کر کے سچے مسلمان بن سکیں۔ حضور نے فرمایا اسلام کی حسین اور عالمگیر تعلیم کو ہم نے تمام دنیا کے سامنے پیش کرنا ہے۔ آپ نے فرمایا کہ اگر آج انگریز ہمارے احسن نمونہ کے نتیجہ میں مسلمان ہو گئے تو پھر یہ اسلام کی تعلیم کے نتیجہ میں خود بخود ہی کسی بھی قوم کو غلام بنانے کے خلاف ہو جائیں گے۔ اور اس طرح ہمیں دوہرا فائدہ ملے گا ایک تو ہم ایک بھولی بھٹکی قوم کو خدائے واحد کے آستانہ پر جھکانے والے بن جائیں گے۔ دوسرے ہمیں مکمل آزادی بھی نصیب ہو جائے گی۔

اس تعلق میں آپ نے مسلمانوں کو تاریخ اسلام کے ایک گزشتہ تجربہ شدہ نسخہ سے فائدہ اٹھانے کی یوں تلقین فرمائی۔

"اے عزیزو! ہوشیار آدمی کسی سبق کو بھلاتا نہیں اور دانا کسی عبرت کی بات کو ضائع نہیں ہونے دیتا اس فتنہ کے وقت میں یہ تو سوچو کہ آج سے پونے سات سو سال پہلے اسلامی حکومت کو موجودہ صدمہ سے بہت زیادہ صدمہ پہنچا تھا۔ اب تو کچھ نہ کچھ ڈھانچہ موجود بھی ہے اس وقت تو ہیولی بھی باقی نہ رہا تھا اس وقت کیا ہتھیار تھا جو کام آیا تھا اور کیا گر تھا جس سے یہ سوال حل ہوا تھا ایک دفعہ کا تجربہ شدہ نسخہ اس قسم کی بیماری کے دوبارہ ظاہر ہونے پر اس بات کا مستحق ہے کہ سب سے پہلے اس کا تجربہ کیا جائے غور کرو کہ جب ترکوں نے خلافت عباسیہ کے ساتھ ہی اپنا سب ایمان بجادی تھی جب ان کے ٹڈی دل لشکروں کا مقابلہ کرنے والا مسلمانوں میں کوئی باقی نہ رہا تھا اور جب اسلام کے مقدس مقامات ایک لاوارث کی طرح دشمنوں کے رحم پر تھے اس وقت کیا علاج تھا جو ہمارے آباء نے سوچا تھا اور کیا وہ اس علاج میں کامیاب ہوئے تھے یا ناکام اگر تم کو یاد نہیں کہ انہوں نے کیا تدبیر اختیار کی تھی اور اگر تم اس سبق کو فراموش کر چکے ہو تو سنو اس وقت انہوں نے موالات کے ہتھیار سے نہ کہ ترک موالات کے ہتھیار سے ان پر حملہ کیا تھا اور آخر کفر کو فنا کر کے اس کے جسم اور اسی کے پوست اور اسی کے خون سے اسلام کیلئے ایک نیا جسم تیار کر دیا تھا۔ جس میں اسلام کی روح نے دنیا کو پھر اپنی جادو بیانی کا والہ و شیدا بنانا شروع کر دیا تھا اس وقت کے علماء نے جو اس وقت کے علماء سے کہیں علم و فضل میں بڑھ کر تھے اور جن کے عمل کا نتیجہ ان کی رائے کے صائب ہونے پر تصدیق کی مہر لگا چکا ہے یہ راہ اختیار کیا تھا کہ وہ ترکوں کے درباروں اور ان کی مجالس میں گھس گئے اور انہوں نے مسلمانوں کے جسموں پر فتح پانے والوں کے دلوں پر فتح پانے کا مصمم ارادہ کر لیا تھا۔ آخر اس موالات کا یہ اثر ہوا کہ اس بادشاہ کا پوتا جس نے بغداد کی اسلامی حکومت کو تباہ کیا تھا اور اٹھارہ لاکھ مسلمانوں کے خون سے اس سرزمین کو رنگ دیا تھا اسلام کی غلامی میں داخل ہوا، اور خدائے واحد لاشریک کے عبادت گزاروں میں شامل ہو کر ایک نئی اسلامی حکومت کا بانی ہوا"

(ترک موالات اور احکام اسلام صفحہ ۸۴)

پس دیگر سیاسی لیڈران جو کام ترک موالات سے لینا چاہتے تھے وہی کام حضرت امام جماعت احمدیہ موالات کے نتیجہ میں لینا چاہتے تھے اور جس آزادی کی اُمید باقی سیاسی لیڈران ترک موالات کے نتیجہ میں رکھتے تھے حضرت امام جماعت احمدیہ اُسی حقیقی اور پائیدار آزادی کی توقع موالات کے نتیجہ میں رکھتے تھے تاکہ نہ صرف ملک و قوم کا فائدہ ہو بلکہ اسلام کا بھی بول بالا ہو۔

چنانچہ جماعت کی سوسالہ تاریخ شاہد ہے کہ اس غرض کیلئے حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام اور آپ کے خلفاء عظام وقتاً فوقتاً بھرپور کوششیں فرماتے رہے ہیں چنانچہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ کی عظیم تبلیغی کتاب تحفہ قیصریہ جو ملکہ برطانیہ کو تبلیغ اسلام پر مشتمل ۱۸۹۷ء میں لکھی گئی، اس تعلق میں ایک قابل فخر تبلیغی پیشکش ہے اور جس کے نتیجہ میں اگرچہ اس وقت ملکہ برطانیہ کو قبول اسلام کی توفیق نہیں ملی لیکن آج اس کے مطالعہ سے ہزاروں اہل برطانیہ کو قبول اسلام کی توفیق مل رہی ہے۔

اسی طرح آپ کے دوسرے خلیفہ نے ۱۹۲۲ء میں شہزادہ ویلز (جو بعد میں ایڈورڈ ہفتم بنے تھے) کو مخاطب کر کے ایک تبلیغی کتاب بعنوان "تحفہ شہزادہ ویلز" لکھی تھی جو شہزادہ موصوف کے دورہ ہندوستان کے موقع پر انہیں پیش کی گئی۔ حضور نے اس کتاب میں اسلام کی حسین تعلیمات بیان فرما کر انہیں قبول اسلام کی دعوت دی تھی۔

شہزادہ ویلز نے اس کتاب کا مکمل مطالعہ کیا اور وہ اسلام کی خوبیوں کو معلوم کر گئے اور جرائت کر کے اسلام تو قبول نہ کر سکے لیکن عملاً انہوں نے عیسائی عقائد سے بیزاری کا اظہار کر دیا تھا۔

۱۹۶۲ء میں ایک مرتبہ U.N.O میں حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب کی ملاقات شہزادہ ویلز سے ہوئی تو انہوں نے بتایا کہ آج تک انہوں نے اس کتاب کو سنبھال کر رکھا ہے۔ (تحدیث نعمت صفحہ ۲۱۱)

اسی طرح ۱۹۲۴ء میں جب لندن میں برٹش امپائر کے مختلف مذاہب کی کانفرنس ہوئی تو حضرت خلیفۃ المسیح الثانی رضی اللہ عنہ نے اسلام کی خوبیوں پر ایک نہایت جامع و مانع مضمون "احمدیت یعنی حقیقی اسلام" کے عنوان سے تحریر فرمایا اور عیسائی دنیا کے مرکز میں وہ مضمون نہایت شان سے حضرت چوہدری محمد ظفر اللہ خان صاحب نے پڑھ کر سنایا۔ اس موقع پر حضور انور نے آسفورڈ سٹریٹ کے لائبکار نر ہاؤس میں غیر مسلم ہندوستانی طلباء کے سامنے آزادی ہند پر ایک مبسوط تقریر فرمائی اور آزادی اور اس کے حصول کے طریق پر نہایت مدلل روشنی ڈالی۔ (تحدیث نعمت صفحہ ۲۱۵)

پھر ۱۹۲۶ء میں آپ نے "تحفہ لارڈ ارون" کے نام سے لارڈ ارون کیلئے ایک کتاب تصنیف فرمائی۔ چنانچہ لارڈ ارون جو ۱۹۲۶ء سے ۱۹۳۱ء تک ہندوستان کے وائسرائے رہے تو ۱۹۳۱ء میں آپ نے تحفہ کے طور پر یہ کتاب پیش کی اور قبول اسلام کی دعوت دی۔ (تاریخ احمدیت جلد ششم صفحہ ۳۰۰)

خلاصہ یہ کہ حضرت بانی سلسلہ عالیہ احمدیہ علیہ السلام اور آپ کے خلفاء نے جہاں تک ہو سکا آپ نے انگریزوں کے سامنے اسلام کے حسین چہرے کو ہر رنگ میں ظاہر کرنے کی کوشش فرمائی اور اس کا نتیجہ ہے کہ آج آزادی تو ملی ہی ہے کثرت سے انگریز قوم کو جماعت احمدیہ کے ذریعہ قبول اسلام کی توفیق بھی ملی ہے الحمد للہ۔

پس حقیقت یہ ہے کہ دیگر سیاسی لیڈران جو کام اس وقت نفرت۔ عدم موالات اور سول نافرمانی سے لے رہے تھے آپ وہی کام محبت پیار اور اسلام کی امن بخش تعلیم کے ذریعہ لے رہے تھے۔ حضرت امام جماعت احمدیہ نے ۱۹۱۹ء اور اس کے بعد کے اشتعال انگیز دور میں جبکہ ایک طرف مجاہدین آزادی جوش میں تھے تو دوسری طرف انگریز اپنے وحشیانہ غصے کو ٹھنڈا کرنے پر تلے ہوئے تھے ایسی میانہ اور بین بین تعلیم دی کہ اس وقت کے دانشور ورطہ حیرت میں پڑ گئے آپ نے فرمایا کہ اگر سول نافرمانی اور ترک موالات کا یہ مطلب ہے کہ ہم اپنی نسلوں کو انگریزوں کے کالجوں میں انگریزوں کی یونیورسٹیوں میں خاص طور پر ان کے میڈیکل کالجز میں داخلہ نہ دلوائیں تو یہ ہماری آزادی کی کوشش نہیں ہوگی بلکہ مزید غلامی کے تاریک غار میں داخل ہونے والی بات ہوگی۔ آپ نے فرمایا عقلمندی اسی میں ہے کہ ان تمام علوم و فنون سے ہرگز بائیکاٹ نہ کیا جائے جن پر مستقبل میں ہماری ترقی و عروج کا مدار ہے۔

آپ نے مجاہدین آزادی کو مخاطب کر کے فرمایا کہ وہ صرف وقتی جوش کا شکار ہیں اور میں چاہتا ہوں کہ ہمارے وطن کو صرف آزادی نہیں بلکہ حقیقی اور پائیدار آزادی نصیب ہو اور اس کیلئے جوش سے زیادہ ہوش کی نرم دلی کی اور عقلمندی کی ضرورت ہے آپ نے مجاہدین آزادی میں سے گاندھی جی کے متعلق فرمایا۔

"مسٹر گاندھی بے شک ایک سنجیدہ اور مخلص سیاسی لیڈر ہیں"۔ ترک موالات اور احکام اسلام صفحہ ۸۴)

آپ نے فرمایا "قومی غیرت مجھے اس امر پر مجبور کرتی ہے کہ میں ہندوستان کے نیک نام کی حفاظت کروں اور یہ میرے رب کی محبت ہے جو مجھے آمادہ کرتی ہے کہ میں اس کے بندوں کو صحیح راستہ کی طرف ہدایت دوں۔۔۔ پس میری نصیحت محض اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول کیلئے ہے اور اپنے ملک کے نیک نام کے قائم رکھنے کیلئے"۔

(ترک موالات اور احکام اسلام صفحہ ۴)

(باقی صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

خطبہ جمعہ

ہر جگہ اپنی توفیق کے مطابق کام شروع کریں — اگر دعا کریں گے تو بسااوقات اللہ کے فضل سے ٹوٹے ہوئے کام بن جائیں گے

حلقہ جات میں لٹریچر، آڈیو اور وڈیو کیسٹس کی لائبریریوں کے قیام اور ان سے بھرپور استفادہ کے سلسلہ میں

نہایت اہم تفصیلی ہدایات

خطبہ جمعہ ارشاد فرمودہ سیدنا امیر المومنین حضرت خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز
فرمودہ ۱۳ر جون ۱۹۹۷ء بمطابق ۱۳ر احسان ۱۳۷۶ ہجری شمسی بمقام مسجد فضل لندن

خطبہ جمعہ کا یہ متن ادارہ بدر اپنی ذمہ داری پر شائع کر رہا ہے۔

اشهد أن لا إله إلا الله وحده لا شريك له واشهد أن محمداً عبده و رسوله-

أما بعد فاعوذ بالله من الشيطان الرجيم- بسم الله الرحمٰن الرحيم -

الحمدلله رب العٰلمين - الرحمٰن الرحيم - مٰلك يوم الدين - إياك نعبد و إياك نستعين -

اهدنا الصراط المستقيم - صراط الذين أنعمت عليهم غير المغضوب عليهم ولا الضالين-

انشاءاللہ کل میرا ایک بیرونی سفر ہے اور اس کے غالباً تین ہفتے تک میں پھر واپس یہاں آؤں گا-اس سلسلے میں جماعت انگلستان کو خصوصیت کے ساتھ یہ تحریک ہے کہ جن نیک کاموں پر میں آپ کو جاری کر کے جارہا ہوں ان کو جاری رکھیں اور میری عدم موجودگی کا وہ احساس نہ ہو جو کام میں سستی پیدا کرتا ہے بلکہ عدم موجودگی کا احساس بسااوقات محبت کرنے والوں کے درمیان ایک غم کا جذبہ پیدا کرتا ہے جو غم کو ابھارتا ہے کم نہیں کیا کرتا-پس پہلا پیغام تو آپ کو یہ ہے یا آخری پیغام جانے سے پہلے کا کہ اس عرصے میں ان سارے کاموں کو جن کی طرف گزشتہ خطبے میں توجہ دلائی تھی جاری رکھیں اور محنت اور خلوص اور محبت کے ساتھ اس رنگ میں جاری رکھیں کہ جب میں واپس آؤں تو کچھ بہتر دیکھنے میں نظر آئے، محسوس ہو کہ فرق پڑ چکا ہے اور یہ جماعت وہ نہیں رہی جو اس سے پہلے تھی یعنی نیکیوں میں بہت تیزی سے ترقی کر رہی ہے-

اور در حقیقت یہی پیغام دنیا کی سب جماعتوں کو بھی ہے-اور یہ میں بہرحال ضروری سمجھتا ہوں کہ جماعت کی RESPONSE یعنی جماعت نے جو ردعمل دکھایا خطبے کا اس کے متعلق عمومی خوشنودی کا اظہار کروں-اس قدر تیزی سے مجھے ہر طرف سے دنیا سے خط ملے ہیں فیکسز کے ذریعے بھی، پھر پیغام فونوں کے ذریعے بھی ملے اور بعض جماعتوں کے نمائندے پہنچے اور ان سب نے بلا استثناء اس بات کا اقرار کیا ہے کہ اس خطبے سے پہلے جہاں تک ہماری توجہ کا تعلق ہے بہت سے خلاء تھے جس طرف نظر نہیں جایا کرتی تھی اور ان خلاؤں کی موجودگی میں تیز رفتاری سے کام آگے نہیں بڑھ سکتا تھا-اب اس خطبے کو سن کر ہم نے فوری طور پر توجہ کی ہے تو اب محسوس ہوا ہے کہ بہت بڑا کام ہے، یعنی توجہ دینا بھی ایک بہت بڑا کام ہے اس توجہ کے بہتر نتائج پیدا ہونا یہ بعد کی باتیں ہیں-

چنانچہ بعض نے لکھا ہے کہ ہم نے اس خطبے سے جو نوٹس تیار کئے، تو آپ کے ذہن میں تو شاید یہ نہ ہوں کہ آپ کتنی باتیں کہہ گئے ہیں، مگر جب ہم نے نوٹس تیار کئے ہیں تو پتہ چلا کہ پورا بھاری پروگرام ہے جس کے لئے ہمیں ہمہ تن، ہمہ وقت مصروف ہونا ہوگا اور اللہ کے فضل سے ہم ہو رہے ہیں اور ہو چکے ہیں- اس پہلو سے بعض لجنات کی رپورٹیں بہت ہی خوشکن ہیں اور بہت دلچسپ بھی-وہ کہتی ہیں کہ ہم نے نومبائعات کی طرف پہلے ویسی توجہ نہ دی تھی جیسے اس خطبے میں خصوصیت سے کہا گیا ہے کہ ان کو فوری طور پر داعی الی اللہ بناؤ یعنی جو خواتین ہیں ان کو داعیات الی اللہ بناؤ-تو اس ایک ہفتے کے اندر اندر جو فیکس مجھے کل ملی ہے یا خط جو کل ملا ہے اس سے پتہ چلتا ہے کہ اتنی عمدگی کے ساتھ نومبائعات نے تحریک میں حصہ لیا ہے کہ وہ لجنہ کی صدر لکھتی ہیں کہ بہت سی جگہ وہ پرانی پیدائشی احمدی خواتین سے آگے بڑھ گئی ہیں اور اپنے گردوپیش میں انہوں نے ایک تہلکہ مچادیا ہے اور بڑے زور سے آواز اٹھا رہی ہیں کہ اگر تم نے جینا ہے، اگر زندہ رہنا ہے تو آؤ احمدیت کے پیغام کی طرف آؤ ورنہ دنیا میں اور کوئی زندگی نہیں ہے-

پس اس قسم کے جو خطوط مل رہے ہیں اور جیسا کہ اس صدر لجنہ نے جو بڑی حکمت سے کام کرنے والی ہیں اعداد و شمار سے ثابت کیا ہے، صاف پتہ چل رہا ہے کہ اس میں کوئی فرضی باتیں نہیں بعینہٖ حقیقت کی باتیں کی جارہی ہیں اور ٹارگٹس ہر طرف مقرر کر دیئے گئے ہیں-اور آخر پر ان کا یہ فقرہ توجہ کے قابل ہے، بہت سے پوائنٹس ہیں جو میں تفصیل سے یہاں بیان نہیں کر سکتا، مگر آخر پہ کہتی ہیں کہ جو آپ نے اصلاح و ارشاد کے متعلق لائبریری، یعنی آڈیو وڈیو کیسٹس وغیرہ کی، بنانے کے لئے کہا تھا اس کی طرف بھی اب ہم بھرپور توجہ دے رہی ہیں- چنانچہ آخر ستمبر تک انشاء اللہ تعالیٰ ہمارے دفاتر کو جو اصلاح وارشاد سے تعلق رکھتے ہیں بارود اور اسلحہ سے پوری طرح بھر دیا جائے گا- آج کے بعد داعیات کو یہ کہنے کا موقع نہیں ملے گا کہ کہاں جائیں، کیسے کام کریں-

چنانچہ یہ وہ اہم فریضہ ہے جس کے متعلق چند اور باتیں میں آپ سے کہنی چاہتا ہوں اور اس کے بعد پھر کچھ اور باتیں، جب تک خطبے کا وقت اجازت دے گا- یہ جو بارود خانہ بنانا ہے یہ ایک کام ہے اور بارود خانے کا تفصیلی تعارف کروانا ایک دوسرا کام ہے-عام طور پر لائبریریاں بنادی جاتی ہیں مگر سوائے اس اتفاقی جانے والے کے جو کبھی لائبریری میں جاکر کتابیں الٹتا پلٹتا ہے دیکھتا ہے کہ کیا ہے، عام طور پر لوگوں کو پتہ نہیں ہوتا کہ ان لائبریریوں میں کیا خزانے مدفون ہیں- چنانچہ آپ تجربۃً اپنے علاقے کی کسی لائبریری میں گھس کے دیکھیں اور وہ جو ان کے رجسٹر پڑے ہوئے ہیں ان کو دیکھیں یا کارڈز کا مطالعہ کریں یا گیلری میں پھریں اور کتابوں کے چہرے دیکھیں، اس وقت آپ کو پتہ چلے گا کہ میں کیا کہہ رہا ہوں- آپ یہ سمجھیں گے کہ ہم نے تو اپنی عمر ضائع کر دی، بڑے مزے کی باتیں تھیں، بہت سے خزانے مدفون تھے جن کی طرف ہماری کبھی نگاہ گئی ہی نہیں- چنانچہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے متعلق آنحضرت ﷺ نے جو پیشگوئی فرمائی تھی اس کا یہی مطلب تھا اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام اس پیشگوئی کے پورا ہونے کا ذکر یوں فرماتے ہیں

وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے
اب میں دیتا ہوں اگر کوئی ملے امیدوار

کہ یہ خزائن تو تھے ہی، پہلے بھی تھے یعنی خدا کی باتیں اور خدا کے کلام کی تشریحات، یہ باتیں تو انبیاء کے زمانے سے ہمیشہ سے وہی چلی آرہی ہیں لیکن جیسا کہ حضرت اقدس محمد مصطفیٰ ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی کہ آنے والا مہدی خزانے بانٹے گا اور اس کثرت سے بانٹے گا کہ لینے والے کہیں گے بس بہت ہو گیا، ہمارے گھر بھر گئے، اب مجھے ان خزانوں کی ضرورت نہیں رہی تو حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام فرمارہے ہیں کہ یہ پیشگوئی میری ذات میں پوری ہوئی ہے، یعنی مسیح موعود کی ذات میں، کہ وہ خزائن جو ہزاروں سال سے مدفون تھے اب میں انہیں بانٹ رہا ہوں اور تقسیم کر رہا ہوں-

پس اے جماعت احمدیہ تم ہو وہ جس نے یہ خزانے بانٹنے ہیں-ان خزانوں کو بانٹنے سے پہلے لوگوں کو علم تو ہونا چاہئے کہ خزانے ہیں کیا-ورنہ قرآن کریم نے انہی خزانوں کا ذکر کرتے ہوئے فرمایا ہے اور یہ حدیث جہاں تک میرا ایمان ہے اسی آیت سے تعلق رکھتی ہے ﴿و اذا انعمنا علی الانسان اعرض ونا

بجانبه و اذا مسه الشر كان يؤوسا﴾ کہ جب بھی ہم انعام تقسیم کرتے ہیں تو اِن لوگوں کا کیا حال ہے کہ وہ پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں اور اس سے بے اعتنائی کرتے ہیں۔ تو ایک ہی خزانہ ہے جس کی طرف پیٹھ پھیری جاتی ہے جس سے بے اعتنائی کی جاتی ہے وہ اللہ کا انعام ہے جو نبوت کی صورت میں نازل ہوتا ہے اور روحانی انعامات کی صورت میں جاری کیا جاتا ہے۔

پس وہ علماء جو یہ سمجھتے ہیں کہ مہدی آئے گا اور دنیاوی خزانے بانٹے گا، بڑی بے وقوفی میں مبتلا ہیں۔ کبھی خدا کا کوئی بندہ دنیاوی خزانے بانٹنے نہیں آیا بلکہ جب بھی آیا ان کے روپے پیسے کو خدا کی راہ میں خرچ کرنے کی تلقین کرتا ہوا آیا۔ جو امیر تھے بظاہر وہ غریب ہو گئے مگر ان کے دل ان روحانی خزانوں سے بھر گئے جن کا ذکر قرآن کریم کی اس آیت میں ملتا ہے اور جس کے متعلق حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ نے پیشگوئی فرمائی تھی اور ان معنوں میں یہ آیت آئندہ کی خبر دینے والی ہے ﴿اذا﴾ کا مطلب ایک تو عمومی استمرار کے معنوں میں ہوا کرتا ہے یعنی جب بھی خدا تعالیٰ کی طرف سے خزانے بانٹے جاتے ہیں تو لینے والے پیٹھ پھیر کر چلے جاتے ہیں۔ دوسرا مستقبل کے متعلق بھی بعینہ یہی طرز بیان ہوگا لفظ ﴿اذا﴾ کا معنی یہ ہوگا کہ آئندہ ایسا ہوگا، جب بھی ہوگا کہ خدا کی طرف سے خزانے بانٹے جائیں گے ﴿اعرض و نا بجانبه﴾ تو انسان جس کی خاطر یہ بانٹے جارہے ہوں گے وہ اعراض کرے گا، مونہہ پھیر لے گا اور ایک پہلو میں ہٹ جائے گا کہ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے لیکن اس کے نتیجے میں اسے ضرور گزند پہنچے گا، ضرور تکلیف ہوگی۔ ﴿و اذا مسه الشرّ کان یؤوسا﴾ وہ خزانے لینے سے انکار کرے گا اور پھر جب اس کو شر پہنچے گا تو وہ بہت مایوس ہو جائے گا۔ وہ کہے گا اب تو ہمارے جینے کے کوئی سامان دکھائی نہیں دیتے، ہر طرف سے ہلاکت نے گھیر لیا ہے۔ تو جہاں تک خزانوں کے اکٹھا کرنے کا تعلق ہے، ان کی تقسیم کا تعلق ہے اس سلسلے میں اب چند باتیں آپ کے سامنے رکھتا ہوں جن کا تعلق اسی آیت کریمہ سے ہے اور حضرت اقدس محمد رسول اللہ ﷺ کی پیشگوئی سے ہے جو حضرت مسیح موعود علیہ السلام کے ذریعے آج اس زمانے میں بڑی شان کے ساتھ پوری ہو رہی ہے۔ اس شان کے ساتھ کہ اس سے پہلے اس طرح یہ پوری ہوتی کبھی دکھائی نہیں دی تھی اور خزانے وہی ہیں، بانٹنے والا ہاتھ وہی ہے، مگر ہمارے ذریعے اب اس کام کو خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آگے بڑھایا جائے گا اور ساری دنیا میں پھیلایا جائے گا۔

تو پہلی بات تو یہ ضروری ہے کہ اس لائبریری کے متعلق پتہ تو چلے کہ ہے کیا کیا۔ پس جب آپ کیسٹس اکٹھی کریں گے جب آپ آڈیو ویڈیو اور کتب، رسائل اکٹھے کریں گے تو جو اکٹھے کرنے والے ہیں ان کا فرض ہے کہ پڑھیں خود اور دیکھیں اور سنیں اور اپنے ذہن میں ان باتوں کی یادداشت محفوظ کریں اور جو کچھ ان کے متعلق تعارف لائبریریوں میں ہونا چاہئے وہ ان کے ان تاثرات کا تعارف ہونا چاہئے جو پڑھنے، دیکھنے اور سننے کے بعد ان کے دلوں پر جاری ہوتے ہیں۔ ورنہ ہمارے یہاں بہت سے محنت کرنے والے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ایسے ہیں اور باہر کی دنیا میں بھی ہیں جنہوں نے تمام آڈیو ویڈیو، سوال جواب، مجالس، یہ وہ جب سے میں یہاں آیا ہوں اس سے لے کر اب تک سب کا ریکارڈ مکمل کر لیا ہے اور صرف ایک لفظ ذہن میں رکھیں اس کے حوالے سے آپ کو پتہ چل جائے گا کس کیسٹ میں مضمون ہے مگر یہ لائبریری کا سسٹم ہے۔ لیکن اس سے آپ کو یہ نہیں پتہ چلے گا کہ فلاں چیز فلاں قسم کے لوگوں کے لئے غیر معمولی اثر کرنے والی ہے، فلاں چیز فلاں قسم کے سوالات کے جواب میں زیادہ اثر رکھنے والی ہے۔ یہ علم جب تک کوئی پڑھ کر ان سے نہ گزرے کسی انسان کو حاصل نہیں ہو سکتا۔ چنانچہ مجھے یاد ہے کہ جب ہم لائبریری میں جایا کرتے تھے یہاں انگلستان ہی میں SOS میں جب میں طالبعلم تھا تو بعض مضامین کے متعلق محض ریکارڈ دیکھنے سے نہیں پتہ چلا کرتا تھا تو لائبریرین کے پاس جانا پڑتا تھا۔ اور اس زمانے میں یہ رواج تھا، غالباً اب بھی ہوگا کہ جو لائبریرین تھے وہ اس لائبریری کی کتابوں کا بہت مطالعہ کیا کرتے تھے بلکہ بعض تو حیرت ہوتی تھی کہ کس طرح ہر کتاب پر نظر رکھ رہے ہیں۔ مگر اب یہ کلیریکل نظام زیادہ جاری ہو گیا ہے۔ مگر وہ علمی نظام کہ لائبریرین کو پتہ ہو کہ فلاں مضمون میں فلاں نے کیا کچھ کہا ہے اور کون کیا مؤثر مواد آپ کو کس کتاب میں ملے گا یہ اس زمانے میں تو ایک عام دستور تھا۔ چنانچہ جب لائبریرین سے جا کے کہتے تھے کہ ہمیں کنفیوشس ازم کے متعلق فلاں مضمون چاہئے تو وہ بتاتا تھا کہ ہاں فکر نہ کریں آپ فلاں جگہ جائیں وہاں ان ان Authors کی کتابیں ہیں۔ ان میں سے حق میں لکھنے والے یہ ہیں، مخالف لکھنے والے یہ ہیں، تشریحات کرنے والے یہ ہیں۔ اور ان کتابوں کا تفصیل سے تو نہیں مگر اختصار سے وہ تعارف ضرور کروایا جاتا تھا جو تحریری رجسٹر کے مقابل پر نسبتاً تفصیلی ہوتا تھا۔ پس جب میں نے تفصیل سے کہا ہے تو یہ میری مراد تھی۔ رجسٹروں پہ تو بالکل خلاصہ ملتا ہے مگر ایک پڑھنے والے کے ذہن میں اس خلاصے کی کچھ تفصیل ہوتی ہے جو نئے آنے والے کے لئے راہنما بن جاتی ہے۔

پس سب سے پہلے اس لائبریری کے قیام کے متعلق یہ بات پیش نظر رکھیں کہ اگرچہ وقت طلب بات ہے مگر کرنا تو ہوگا۔ **ہر لائبریری جو آپ کے ہاں اصلاح و ارشاد کی بنتی ہے اس جگہ کے سپیشلسٹ ہونے چاہئیں جو اس کو دیکھیں، اس کو پڑھیں اور سنیں اور پھر ذہنی طور پر پوری طرح تیار ہوں کہ آئندہ لوگوں کی راہنمائی کر سکیں، بتا سکیں کہ کون سی چیز کہاں موجود ہے**۔ ورنہ بسا اوقات یہ سوال اٹھتا ہے۔ جی فلاں دوست ملا ہے اس کے یہ خیالات ہیں۔ اب اس وقت مقامی جماعتیں پریشانی میں مبتلا ہو جاتی ہیں کہ یہ خیالات ہیں ہم کیا جواب دیں۔ وہ کہتے ہیں اچھا سلسلے کا لٹریچر پڑھاؤ اس کو۔ پھر کیا لٹریچر پڑھاؤ اور وہ دلچسپی کیوں لے گا جب تک آپ کچھ دلچسپی کی باتیں بیان نہ کریں۔

آج کل خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ "اسلامی اصول کی فلاسفی" کا دور ہے اور اس کا تعارف کروایا جارہا ہے۔ جہاں جہاں تعارف کروایا گیا ہے وہاں بہت شدت پیدا ہوئی ہے۔ جہاں تعارف نہیں کروایا گیا وہاں طلب بھی پیدا نہیں ہوئی۔ پس طلب پیدا کرنا اس لئے ضروری ہے کہ قرآن کریم فرماتا ہے ﴿و اذا انعمنا علی الانسان اعرض ونابجانبه﴾ تمہیں دقتوں کا سامنا ہوگا، تم اپنی طرف سے لائبریریاں بنا بیٹھو گے خزانوں کی، لیکن جب لوگوں سے کہو گے تو وہ مونہہ موڑ لیا کریں گے، وہ پہلو تہی کرتے ہوئے ہٹ جایا کریں گے۔ تو اس لئے ان کے دلوں میں شوق پیدا کرنے کے لئے یا یہ بتانے کے لئے کہ ان کی طلب کیا ہے اور اس کا جواب کہاں ہے۔ ہر منتظم گروہ کو اور میں منتظم نہیں کہہ رہا "گروہ" کہہ رہا ہوں اس لئے کہ میں جانتا ہوں کہ **اب یہ ایک آدمی کے بس کی بات نہیں رہی۔ آپ کے ہر چھوٹے حلقے میں بھی خواہ چھوٹی سی لائبریری ہو وہاں بھی ایک نوجوانوں کا لڑکیوں کا الگ اور لڑکوں کا الگ گروپ بنانا ہوگا، ایک چھوٹا سا گروہ ہوگا جو اس معاملے میں خود مطالعہ کر کے اپنے ذہنوں کو روشن کریں گے اور پھر گرد و پیش اپنے ماحول میں سب کو بتائیں گے کہ یہ یہ چیزیں ہمارے پاس موجود ہیں**۔ تمہارے اس قسم کے دوست اس قسم کے سوالات کرتے ہیں بے تکلف ان کو لے کے آؤ کہ ہمارے پاس آؤ اور ہم تمہیں معین چیزیں بتائیں گے کہ ان پر اثر انداز ہونے والی کیا کتابیں ہمارے پاس موجود ہیں، کس کی زبان میں موجود ہیں، کونسی آڈیو ویڈیوز ہیں، ان کے کس کس زبان میں ترجمے ہیں وغیرہ وغیرہ۔ تو ہر زبان کے ترجمے پر تو نظر رکھنی ضروری نہیں مگر ہر زبان کے ایک ترجمے پر نظر رکھنی ضروری ہے۔ یعنی اردو دانوں کے لئے تو ترجمے کا سوال نہیں وہ براہ راست اردو کی کیسٹ سن سکتے ہیں۔ انگریزی دانوں کے لئے کسی ترجمے کا سوال نہیں کیونکہ وہ براہ راست انگریزی کیسٹ سن سکتے ہیں۔ عربی دانوں کے لئے عربی سوال و جواب میں بہت کچھ مواد موجود ہے لیکن جو میں بات کہنا چاہ رہا ہوں وہ یہ ہے کہ جو اردو دان ہیں وہ اردو کی کیسٹس کو غور سے سن کر ذہنی طور پر اپنے نقطہ نگاہ کے لحاظ سے ایک ترتیب قائم کریں یعنی ہر شخص کا ایک نقطہ نگاہ ہے اس پہلو سے وہ ایک ترتیب قائم کرے اور پھر اس کو لکھ لے اور اس طرح جگہ جگہ جماعتوں میں EXPERTS پیدا ہونے شروع ہو جائیں گے۔

ویسے آپ علمی تیاری کرنے کی کوشش کریں بہت شاذ کے طور پر آپ کو کامیابی نصیب ہوگی، آپ جتنا مرضی کہتے رہیں کوئی نہیں پڑھتا، کوئی نہیں سنتا کیونکہ اور بہت سے کام پڑے ہوئے ہیں۔ لیکن جب ذمہ داری ڈالیں گے کہ تم نے تو راہنمائی کرنی ہے اے نوجوانوں کے گروہ! یہ یہ کتابیں پکڑو، ان پر غور کرو اور آگے تم لوگوں کو بتانا شروع کرو تو اس کا دوسرا فائدہ جو بہت ہی اہم ہے وہ یہ ہے کہ آپ کے پاس لٹریچر کے مطالعہ، احمدیت کے مضامین کا مطالعہ کرنے والے ایسے عشاق پیدا ہو جائیں گے جو ایک دفعہ گزریں گے، دو دفعہ گزریں گے تو ان کو اس بات کی دھن لگ جائے گی کہ اب ہم یہ سب کچھ پڑھا کریں۔ کیونکہ ان بے چاروں کو تو پتہ ہی نہیں وہ تو کبھی لائبریری کی گیلری میں گھسے بھی نہیں، دیکھا ہی نہیں کہ دونوں طرف الماریوں میں کیا کچھ سجا پڑا ہے۔ تو ان معنوں میں ان لائبریریوں کو جن کی میں بات کر رہا ہوں لوگوں سے آشنا کروانے کے لئے لائبریرین بنانے ہوں گے۔ اور ان لائبریرین کو پھر چاہئے کہ وہ اپنے تاثرات کو اس رنگ میں منضبط کریں تحریری صورت میں بھی اور تصویری صورت میں بھی کہ اس کے نتیجے میں آسانی آنے والوں کی توجہ اس طرف مبذول کر سکیں۔ **اس میں لازم ہے کہ نئے آنے والوں کو بھی شامل کیا جائے**۔ اور جیسا کہ میں نے بیان کیا تھا جو ترک ہیں وہ آپ کی لائبریری کے ترکی حصے کے اوپر مامور ہوں۔ ان کے سپرد یہ کام ہو کہ یہ ترکی چیزیں ہیں، ہمارے پاس لائبریری کی اس میں

کتابیں ہیں ہمیں تو کچھ پتہ نہیں چلتا تم پڑھو، یہ آڈیو وڈیو تم دیکھو اور ہماری مدد کرو اور اس تعلق میں بسا اوقات ایک غیر احمدی یا غیر مسلم کی مدد بھی لی جاسکتی ہے چنانچہ ہم نے ایسا کر کے دیکھا ہے- میرا تجربہ ہے ذاتی طور پر کہ جب کسی مثال کے طور پر یہاں میرا ایک قسم کا ذاتی تجربہ نہیں لیکن پہلے اس سے بہت ہو چکا ہے- یہاں اگر کسی ترکی غیر احمدی دوست کو جو صاحب علم ہو ایک احمدی درخواست کرے کہ آئیں ذرا میرے گھر کھانے پہ تشریف لائیں میں نے آپ سے بات کرنی ہے- یہ میرے پاس کتابیں پڑی ہوئی ہیں- یہ چیزیں ہیں تو میں اتنی منت کرتا ہوں کہ آپ صاحب علم ہیں آپ مہربانی فرما کر ذرا پڑھ کے دیکھیں اور مجھے بتادیں کہ اس میں ہے کیا کیا تو میں آگے اس کو اپنی زبان میں منضبط کرلوں گا- اگر اس قسم کی درخواست کی جائے عاجزی کے ساتھ تو انسانی شرافت کا تقاضا یہ ہے کہ اکثر لوگ حامی بھریں گے اور کہیں گے ہاں ٹھیک ہے ہم مدد کرتے ہیں- بنگالیوں کی مدد لی جاسکتی ہے اردو کی مدد لی جاسکتی ہے مختلف قسم کے غیر ملکی، افریقیوں کی تو اس بات کا فیصلہ ماحول کرے گا-

جب میں اب لائبریریوں کی باتیں کر رہا ہوں تو بڑی وسیع مرکزی لائبریری کی بات نہیں کر رہا- **میں اب چھوٹی چھوٹی پیدا ہونے والی لائبریریوں کی بات کر رہا ہوں جن کو جماعتوں نے انشاء اللہ اب ہر ماحول کے لئے بنانا ہے تاکہ ہر ماحول کو اپنی مرضی کا سامان وہیں سے مل جائے**- اس ضرورت کو پورا کرنے کی خاطر آپ شہروں میں جتنے بھی حلقے ہیں مثلاً لنڈن کی جماعت ہے اس کے حلقے ہیں **ہر حلقے میں ایک لائبریری قائم ہونی ضروری ہے**- اور یہی وہ لائبریری کا قیام ہے جس کی طرف ان خاتون نے جو صدر لجنہ ہیں اپنے علاقے کی انہوں نے یہ لکھا ہے کہ خدا تعالیٰ کے فضل سے اتنی سو خواتین ہیں جو اس میں ملوث ہو چکی ہیں اور ہر حلقے میں ہم ایک لائبریری قائم کر رہے ہیں- جب تک یہ نہ ہو مرکزی لائبریریوں پر یہ انحصار کہ آپ کو خط ملیں یا پیغام ملیں کہ فلاں مضمون میں، فلاں مسئلے پر ہمیں لٹریچر دیا جانا چاہئے بتاؤ کیا لیں- یہ اگر ہر طرف سے پیغام ملیں گے تو اول تو ایسے پیغام ملتے ہی کم ہیں، شاذ کے طور پر لوگ لکھتے ہیں- دوسرے جن کو ملتے ہیں ان کو آگے جواب دینا نہیں آتا- سراسیمگی پھیل جاتی ہے کیا کریں، کیا جواب دیں اور آسان حل یہ ہوتا ہے کہ وہ اٹھا کر خط مجھے بھیج دیتے ہیں کہ میں آرام سے جواب دیتا رہوں- آرام سے تو دوں مگر کتنے خطوں کا جواب دوں- اب تو کام پھیلتا چلا جا رہا ہے- بہت کثرت کے ساتھ یہ سوال اٹھ رہے ہیں، یہ مطالبے آرہے ہیں کہ بتاؤ ہمیں کیا کرنا چاہئے- تو میں آپ کو بتا رہا ہوں کہ آپ بتائیں کہ ان کو کیا کرنا چاہئے جن کا آپ کی جماعتوں سے تعلق ہے اور آپ کے حلقوں سے تعلق ہے-

اب ہر حلقے کی لائبریری کے لئے اس حلقے کا ماحول دیکھنا ہوگا اور اس کے گرد و پیش نظر ڈال کے جائزہ لینا ہوگا کہ کس قسم کے سوالات یہاں اٹھتے ہیں، کس قسم کے لوگ بستے ہیں- پہلے خطبے میں غالباً بیان کر چکا ہوں بعض جگہ بنگالی بہت ہیں بعض دفعہ آسامی- ہر ملک کے رہنے والے موجود ہیں- کہیں کردش موجود ہیں جو اکٹھے عام طور پر رہتے ہیں، کہیں مختلف عرب یا افریقن ممالک کے لوگ ہیں اور یہ جو بیرونی آنے والے ہیں ان کے اندر عموماً یہ رجحان پایا جاتا ہے کہ مل جل کر رہتے ہیں کیونکہ ایک دوسرے سے باتیں کرنا آسان، ایک دوسرے کی طرز رہائش چونکہ ملتی جلتی ہے، ہم شکل ہوتی ہے اس لئے ان کے ساتھ اپنے ماضی کی یادیں وابستہ ہوتی ہیں- چنانچہ نئے ملکوں میں بھی جاتے ہیں تو اکثر انہی یادوں میں ہی رہتے ہیں اور یہ لوگ اکٹھے رہتے ہوئے اپنے پرانے مناظر کو زندہ رکھتے ہیں جس طرح بچپن میں اٹھے جس طرح پرورش پائی جس ماحول میں ہوا کرتے تھے جیسی باتیں کرتے تھے- اس بات کو سب سے زیادہ پنجابی جانتا ہے کیونکہ اکثر دوسری زبانوں سے بے خبر ہے اور سوائے اپنی زبان کے اور آپس میں مل جل کر باتیں کرنے کے اس کو زیادہ باتیں نہیں آتیں- جو صاحب علم ہو جائیں ان کی ایک اور مصیبت وہ اپنی زبان بالکل چھوڑ بیٹھتے ہیں اور ان کے بچے پھر صرف انگریزی کے ہو جائیں گے یا اٹالین کے ہو جائیں گے یا سپینش کے ہو جائیں گے ان کو اپنے پس منظر کا پتہ نہیں- تو یہ باتیں بھی وہ ہیں جو ضمناً سامنے آجاتی ہیں اس کو ختم کریں، یہ سلسلے تبلیغی جماعتوں کے سلسلے نہیں ہوا کرتے-- یعنی حقیقت میں وہ جماعتیں جو آنحضرت ﷺ کے نقش قدم پر تبلیغ کے لئے قائم کی گئی ہیں ان کے یہ مزاج میں نہیں- اسی لئے میں نے جرمن جماعت کے مخلص بچوں کو جو بڑی تیزی سے اخلاص سے جماعتی کاموں میں حصہ لے رہے ہیں اور مجھے جرمن زبان میں خط لکھتے تھے اور اتنے موٹے موٹے تھدے لگ جاتے تھے جرمن زبان کی فائلوں کے -- ان سب کو میں نے کہہ دیا ہے کہ آئندہ سے تمہیں جواب ہی نہیں ملے گا جب تک اردو میں نہ لکھو- اس کا یہ مطلب نہیں کہ مجھے اردو اچھی لگتی ہے- اردو اچھی لگتی تو ہے مگر زبانوں کے موازنے میں پھر آکر اردو کا اپنا ایک مقام ہے، جرمن کا اپنا مقام ہے، ہر زبان کی اپنی ایک اہمیت ہے، اپنا ایک مذاق ہے اور ہر زبان بولنے والے کو اس سے محبت ہوا کرتی ہے- تو یہ ہرگز مراد نہیں کہ جرمن، جرمن چھوڑ دیں اور اٹالین، اٹالین چھوڑ دیں صرف اردو کو پکڑ لیں- اردو سیکھنا اس لئے ان کے لئے ضروری ہے کہ حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کا اور سلسلے کا لٹریچر اکثر اردو میں ہے- اس وجہ سے وہ بے شک سیکھیں شوق سے سیکھیں ان کو فائدہ ہوگا لیکن اپنی زبان ان کو نہیں بھولنی- جہاں بھی جائیں اگر اٹالین ہیں تو لازم ہے کہ اپنے بچوں کی اٹالین زبان میں اچھی تربیت کریں- اکثر پنجاب سے تعلق رکھتے ہیں تو اردو زبان میں تربیت کریں کیونکہ پنجابی تحریری زبان کے طور پر ان کے کسی کام نہیں آئے گی- ایسی ایسی اکیڈیمیز بنی ہوئی ہیں پاکستان میں جن میں بہت اچھے اچھے ماہرین فن تیار ہو رہے ہیں ایک احمدی بھی ہیں ان میں محمد یعقوب صاحب امجد غالباً نام ہے، وہ مجھے لکھتے رہتے ہیں کہ دیکھو ہم نے پنجابی میں یہ کر دیا، وہ کر دیا- مگر کبھی انہوں نے یہ نہیں سوچا کہ کتنے لوگ لائبریری جا کر ان کا پنجابی ترجمے والا لٹریچر پڑھتے ہیں- جو پنجابی کے شوقین ہیں جن کا ایک گروہ بنا ہوا ہے ایک سوسائٹی ہے وہ سارے حصہ لیتے ہیں لیکن عامۃ الناس کو اس سے کوئی تعلق نہیں- ٹھیٹھ پنجابی بولتے ہیں اردو آتی بھی نہیں مگر پڑھتے ہیں تو اردو میں پڑھتے ہیں- تو حقیقت کو دیکھنا ضروری ہے اس لئے میں نے ان بچوں کو کہہ دیا ہے کہ تم مجھے جب تک اردو میں خط نہیں لکھو گے میں نے تمہیں جواب ہی نہیں دینا- اب وہ مجبور ہیں بے چارے ٹوٹا پھوٹا لکھنے لگ گئے ہیں ماشاء اللہ- لیکن یہ اس لئے ضروری ہے کہ موازنہ زبانوں کا ضروری ہوا کرتا ہے-

ہر زبان اپنی اہمیت رکھتی ہے لیکن جب تک ایک سے زیادہ زبانیں داعیین الی اللہ کو نہ آئیں اس وقت تک وہ حقیقت میں خدمت کا حق ادا نہیں کر سکتے- تو اس طرح آپ زبانیں تو سیکھیں گے مگر جو میں اب بات کر رہا ہوں وہ یہ ہے کہ **اپنی لائبریری کو ایک بہانہ بنا لیں لوگوں تک پہنچنے کا- اور ایسا بہانہ ہو جو واقعۃً حقیقی ہو، جھوٹا بہانہ نہ ہو- آپ کو ٹرکش نہیں آتی مگر ترک ہیں جن کو آتی ہے ان کے پاس جائیں- آپ کو چینی نہیں آتی مگر چینی ہیں جن کو آتی ہے- جب وہ پڑھیں گے تو وہ پھر آپ کے مضمون میں بھی دلچسپی لیں گے** یہاں تک کہ جو مترجمین ہیں، بعض مترجمین ایک دو کتابوں کا ترجمہ کرنے کے بعد کہتے ہیں کہ اب ہمیں اور لٹریچر بھیجو- اب ہم اپنی خاطر معلوم کرنا چاہتے ہیں بعضوں کی کایا پلٹ جاتی ہے- ایک چینی مترجم نے ہمارے چینی صاحب کو لکھا کہ ایک دو کتابیں فلاں فلاں میں نے پڑھی ہیں میرے تو زمین و آسمان بدل گئے ہیں، احمدیت اگر یہ ہے تو سارے چین کا یہی مذہب ہونا چاہئے- تو اسی قسم کے امور ہیں خدا تعالیٰ نے جن کی ہم پر رحمت فرمائی ہوئی ہے جن کا ہم پر انعام فرمایا ہوا ہے ہم تو اس سے مونہہ نہیں موڑنے والے لیکن غیر مونہہ موڑیں گے جب تک ان کو اس انعام کی حیثیت کا علم نہ ہو- پس پتہ ہونا چاہئے کہ نعمت ہے اور نعمت کے علم کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ جو نعمت بانٹ رہا ہے اس کو تو پتہ ہو کہ نعمت ہے- اب یہ مشکل ہے جو آج درپیش ہے کہ بہت سے احمدی بھی ایسے ہیں جن کے پاس اتنا وقت ہی نہیں رہا یا بچپن سے ان کی تربیت ایسی نہیں ہوئی کہ ان کو احمدیت کی نعمتوں کا علم نہیں، اس کا مزہ انہوں نے چکھا نہیں ہے- یعنی وہ نعمتیں جو خزانوں کی صورت میں بانٹی جا رہی ہے اس لئے جب پتہ چلتا ہے تو پھر وہ اللہ تعالیٰ کے فضل سے فوری طور پر اس طرف متوجہ ہو جاتے ہیں-

تو اس طرح دو طرح سے ہمیں فائدہ ہوگا- ایک وہ احمدی جن کو آپ نے کام سپرد کرنا ہے آپ نے کہنا ہے کہ تم نے سیکھنا ہی سیکھنا ہے آگے جو آکے کام کو بڑھانا ہے تمہیں علم نہیں ہوگا تو کیسے بڑھاؤ گے- وہ پڑھیں گے، وہ سنیں گے اور ان کے دل بدل جائیں گے- میں نے شاید پہلے بھی ذکر کیا تھا ایک دوست نے میرے سامنے ذکر کیا کہ ساری عمر میں نے ضائع کر دی خدا نے ہر طرح سے نعمت عطا فرمائی تھی- اچھے خاصے کھاتے پیتے انسان لیکن اب ایم-ٹی-اے کے ذریعے جب خطبے دیکھے ہیں تو اس وقت مجھے پتہ چلا ہے کہ میں کن باتوں سے محروم تھا- اور اب وہ خدا تعالیٰ کے فضل سے بہترین داعی الی اللہ اور اپنی جماعت میں چوٹی کی مالی قربانی کرنے والے ہیں- مگر یہ ایک آدمی نہیں کثرت سے ایسے پیدا ہو رہے ہیں، مگر جو غیر احمدی ہیں ان کی بات میں کر رہا ہوں- آپ میں سے جو واقف ہیں اتفاقاً خطبے سن کے ایم-ٹی-اے کے ذریعے ان کو تو اللہ تعالیٰ کے فضل سے پتہ چل چکا ہے، ان کو چاہئے کہ وہ اپنی لائبریریوں میں اپنے مزاج کے مطابق مددگار بن جائیں لیکن اس کے باوجود بہت کچھ ہے جو دوسری زبانوں میں ہے جن کا ان کو علم نہیں ہے- اب دورے ہوتے ہیں جرمنی کے جس میں جرمن زبان استعمال ہوتی ہے، عربی استعمال ہوتی ہے، ترکی استعمال ہوتی ہے اور بنگالی استعمال ہوتی ہے، افغانی استعمال ہوتی ہے- یعنی ایک دورے میں ایک زبان تو نہیں بعض ممالک میں دس دس بارہ بارہ زبانیں استعمال ہو رہی ہیں اور ان سب کے تراجم جرمن یا انگریزی یا انگریزی اور

کسی اور زبان میں موجود ہیں۔

تو خزانے تو بہت ہیں اللہ کے فضل سے جو آنحضرت ﷺ کی پیشگوئی کے مطابق آج بانٹے جانے ہیں اور بانٹنے والا ہاتھ حضرت مسیح موعود علیہ السلام کا ہاتھ ہے، اس میں کوئی شک نہیں۔ آپ ان کی نعمت کو سمجھیں، ان کی نعمت کی حیثیت کو سمجھیں اور جہاں جہاں لائبریری قائم کر رہے ہیں جیسا کہ میں بیان کر رہا ہوں وہاں آپ کی EXPERTS کی ٹیم تیار ہونی چاہئے جن کو پتہ ہو کہ اپنے ماحول کو میں نے کیا بتانا ہے۔ پھر جب آپ گردو پیش نظر ڈال کے لوگوں کے مسائل دیکھیں گے تو آپ کو سمجھ آجائے گی کہ اس کا مسئلہ فلاں کتاب میں ہے، وہاں پہنچیں اور بتائیں کہ تمہارا مسئلہ اس میں ہے۔

اور اس ضمن میں ہومیو پیتھی جو بظاہر ایک بے تعلق مضمون ہے لیکن وہ بھی علم شفا ہے اس کا بھی گہرا تعلق ہے۔ چنانچہ انڈونیشیا سے ہمارے عبدالقیوم صاحب جو اللہ تعالیٰ کے فضل سے ایک بہت ہی مخلص اولین احمدی کی اولاد ہیں۔ عبدالباسط جو ہمارے مبلغ ہیں ان کے بھائی، وہ دنیا میں بڑے عہدے پر فائز ہیں ان کو جنون ہو گیا ہے تبلیغ کا اور ہومیو پیتھی کے متعلق وہ مجھے بتا رہے تھے کہ میں تو حیران ہوں کہ اتنا بڑا تبلیغ کا ذریعہ ہم اس سے غافل بیٹھے ہوئے تھے۔ وہ کہتے ہیں ہمارے ایک مبلغ تو کہتے ہیں کہ اب مجھے دوسرے کاموں کا وقت ہی نہیں ملتا۔ وہ کہتے ہیں دن رات مریض آرہے ہیں اور وہ آکے مجھے سب کہتے ہیں کہ یہ کرو اور وہ کرو۔ اسی تعلق میں پھر جماعت احمدیہ سے تعارف ہو رہا ہے اور خدا کے فضل سے وہ لوگ جو پہلے احمدیت کا نام سننے کے لئے تیار نہیں تھے اب کثرت سے احمدیت کی باتیں کرنے لگے ہیں۔ اور اللہ تعالیٰ مدد بھی ایسی کرتا ہے کہ آدمی حیران رہ جاتا ہے۔

مجھے انہوں نے، قیوم صاحب نے، کل اپنے بعض واقعات سنائے میں حیران رہ گیا کہ اس دوائی سے تو فائدہ ہونا ہی نہیں چاہئے تھا۔ وہ بتا رہے تھے فلاں آدمی آیا اس نے کہا یہ مجھے تکلیف ہے میں نے کہا فوراً سلفر ۲۰۰۔ اور گولی کی طرح یعنی گولی سے مراد وہ گولی نہیں، گولی کی طرح یہ کہہ سکتے ہیں کہ بیماری کو وہ لگ گئی۔ کہتے ہیں آکے، چند دن کے بعد کہا بالکل ٹھیک ٹھاک ہوں۔ ایک مریض کی بات بتا رہے تھے کہ ایک ڈاکٹر صاحب کے پاس ایک مریض آیا جس کو جلدی بیماری تھی جو بہت ہی خطرناک، سنگین اور ہمیشہ کے لئے چمٹ جانے والی بیماری ہے اور اس مریض نے جو جلدی مریض تھا اس نے اس سے یہ باتیں کیں تو آخر ان کو تسلیم کرنا پڑا کہ بات یہ ہے میں تمہارا علاج تو کروں گا لیکن بیماری نہیں چھوڑے گی۔ اس نے کہا بیماری مجھے نہیں چھوڑے گی تو میں تمہیں چھوڑ دیتا ہوں، مجھے کیا ضرورت ہے تمہارے پاس آنے کی۔ میں وہ احمدی مبلغ ہے اس کے پاس جاؤں گا۔ چنانچہ اس مبلغ کے پاس پہنچے۔ اب اللہ تعالیٰ کی شان دیکھیں کہ انہوں نے جو دوائی دی ایک ہفتے سے بھی کم عرصے میں ان کی جلد بالکل صاف اور شفاف نکل آئی اس کا نشان تک باقی نہیں رہا۔ اور وہ پھر ڈاکٹر کے پاس گیا۔ اس نے کہا ذرا میرا معائنہ تو کرو۔ اس کی آنکھیں کھلی کی کھلی رہ گئیں۔ اس نے کہا میں نے تو کبھی دیکھا ہی نہیں زندگی میں ایسا واقعہ اور یہ ہو نہیں سکتا۔ اس نے کہا ہو گیا دیکھو ہوا ہوا ہے۔ کہ بتاؤ کیسے ہوا تھا اس نے کہا یہ جو احمدی مبلغ ہے اس کے پاس میں گیا تھا۔ چند دن کے بعد، قیوم صاحب ہی بتا رہے تھے، مبلغ کے پاس وہ ڈاکٹر صاحب پہنچ گئے۔ کہا معاف کرنا مجھے آپ کی بڑی سخت ضرورت ہے۔ میرے پاس اسی مرض کا ایک اور مریض آگیا ہے اور مجھے پتہ ہے میں کچھ نہیں کر سکتا۔ تو آپ مہربانی فرما کر مجھے بتائیں۔ اور جیسا کہ میں نے احمدیوں کو ہر جگہ کہا ہے کہ جو اللہ تعالیٰ نے مجھے نعمت عطا فرمائی ہے میں آپ کو دے رہا ہوں آپ آگے بانٹیں، ہرگز کنجوسی نہیں کرنی نسخوں میں۔ چنانچہ انہوں نے فوراً ان کو نسخہ دیا اور اللہ کے فضل سے ان کے سارے مریض جو اس کے بعد، جن کا بھی علم ہے ان کو، وہ ٹھیک ہونے لگ گئے۔

تو ہومیو پیتھی کو آپ مانیں یا نہ مانیں اللہ تعالیٰ نے تبلیغی نظام میں ہومیو پیتھی کو ایک خدمت گار بنا دیا ہے اور اس سے استفادہ اس طرح بھی کیا جا سکتا ہے جیسا کہ کئی جگہ پاکستان میں کیا جا رہا ہے۔ کئی ایسے بڑے سخت مخالف ہیں کٹر، جن کو کوئی دلچسپی نہیں ہے جماعت میں، سننے کے لئے تیار نہیں مگر بیمار تو ہوتے ہیں۔ آئے دن مصیبت پڑی ہے پاکستان میں تو اتنی گندی فضا ہو گئی ہے کہ کھانے کو وہ کلاشن کوف کی گولیاں ملتی ہیں اور بیماریاں اتنی عام، خوراک اتنی گندی کہ مصیبت پڑی ہوئی ہے۔ اللہ رحم کرے اس ملک پر بہت ہی برا حال ہو رہا ہے اب تو گندی خوراک بھی کم ملتی ہے۔ تو وہاں احمدی جو عقل والے ہیں وہ یہ فائدہ اٹھا رہے ہیں۔ ان کو پتہ چلتا ہے کسی مریض کا جس کو شفا نہیں ہو رہی اس کو کہتے ہیں کہ دیکھو جماعت احمدیہ چھوڑو ایک طرف مگر ہمارے امام جو ہیں وہ ہومیو پیتھک جانتے ہیں یہ کتاب ہے ذرا مطالعہ کر لو اور اپنے لئے خود دیکھو کونسی دوا ہے کس میں شفا ہے۔ اور بعض ایسے ہیں جو کتاب پڑھتے ہیں پھر مجھے خط لکھتے ہیں۔ کہتے ہیں ہماری تو آنکھیں کھل گئیں کیونکہ جو میں نے کتاب لکھی ہے وہ محض ہومیو پیتھی کی خاطر نہیں لکھی وہ آنحضرت ﷺ کے اس ارشاد کے تابع یہ میں ان خزانوں میں سے ہے جو بانٹ رہا ہوں **"العلم علمان علم الادیان و علم** الابدان"۔ علم تو دو ہی ہیں یا روحانی علوم ہیں مذہب کے یا بدن کی صحت کے علوم ہیں یا سائنس کے علوم ہیں۔ تو اس پہلو سے ان کو جب یہ پتہ چلتا ہے کہ لکھنے والا بالکل صاف ہے، خدا کو مانتا ہے خدا کی معرفت کی باتیں موجود ہیں اس کتاب میں تو اس کا دل بدلتا ہے۔ اور ایک واقعہ نہیں ہوا بیسیوں ایسے ہیں جو میرے علم میں ہیں صرف ہومیو پیتھی کی کتاب پڑھ کے احمدیت کی طرف توجہ ہوئی، احمدی لٹریچر مانگا اور پھر آخر اقرار کیا کہ اللہ تعالیٰ کے فضل کے ساتھ ہمیں ہدایت مل گئی ہے۔ تو اس کو بھی آپ اس لائبریری کا حصہ بنائیں اور اگر ممکن ہو یعنی ایک زائد میں آپ کو ترکیب بتا رہا ہوں آپ کی لائبریریوں میں دلچسپی کی، وہاں جو احمدی ہومیو پیتھ بن رہے ہوں یا ان کو واقفیت ہو ان کو مقرر کریں اور تبلیغ کے لئے ایک ذریعہ اس کو بنالیں۔ آپ ان سے کہیں کہ تم فلاں وقت ہمارے پاس آؤ وہاں ایک علم شفا کا ماہر بھی بیٹھا ہوا ہے جو مفت دوائی بھی تقسیم کرے گا جس کا مطلب یہ ہے کہ **ہماری اس لائبریری میں ہومیو پیتھی کی دوائیاں بھی ہونی چاہئیں**۔ مگر اس ضمن میں مجھے اکثر جماعتوں سے شکوہ ہے کہ باوجود اس کے کہ ہم نے ہر جگہ بنیادی دوائیں تقسیم کیں یعنی ہر جگہ مفت تقسیم ہو رہی ہیں، اس کو آگے پھیلانے کا انتظام تجویز کیا یعنی انتظام تو بنانا تھا جماعت نے مگر ہم نے تجویز کیا، اس طرح اس کا انتظام کریں گے اور ہر جگہ بہت ہی معمولی قیمت پر ان دواؤں کو آگے بڑھانے کا اور زیادہ بنانے کا طریقہ سمجھایا یہاں تک کہ ساری بڑی بڑی جماعتوں میں بڑے بڑے ملکوں میں کثرت کے ساتھ ایسے اڈے قائم ہو سکتے ہیں جہاں سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ مفت علاج کا سلسلہ جاری ہو جائے۔

اب انگلستان کو خصوصیت سے اس کی بہت ضرورت ہے۔ اس کی وجہ یہ ہے کہ اب ہسپتالوں اور دوسرے اداروں جن کو صحت سے تعلق ہے ان پر حکومت کا اتنا خرچ اٹھ رہا ہے کہ اب رفتہ رفتہ مجبور ہیں کہ مریضوں کو یہ کہیں کہ تم بھی اپنا حصہ ڈالو۔ بعض جگہ پہلے مفت علاج تھا اب وہ کہتے ہیں تم اپنے ڈاکٹر کو جو ہر علاقے کے لئے مقرر ہوتا ہے اس کو خود PAY کرو، خود اس کو کچھ دو اور یہ سلسلہ آگے بڑھنے والا ہے۔ امریکہ میں علاج اتنا مہنگا ہو چکا ہے کہ بعض لوگ تو علاج سے زیادہ مرنا قبول کر لیں گے۔ حد سے زیادہ وہ قصاب بن گئے ہیں اس وقت علاج کے ضمن میں۔ تو اللہ تعالیٰ نے آپ کو، جماعت احمدیہ کو یہ موقع دیا ہے کہ اس خزانے کو بانٹیں اور عام کریں اور لوگوں کی شفا میں جہاں تک دنیا کا علم ہے یعنی خدا کا دیا ہوا علم وہ استعمال کریں اور دعا بھی ساتھ استعمال کریں اور اس ذریعے سے خدا تعالیٰ کے فضل کے ساتھ آپ دیکھیں گے کہ ان مریضوں کو احمدیت میں ضرور دلچسپی پیدا ہو گی۔

اب خزانے کی بات میں کتابوں کی صورت میں کر رہا تھا اس طرف واپس آتا ہوں۔ ہر جگہ کی کتابیں الگ الگ ہو سکتی ہیں، ہر جگہ کی وڈیو کیسٹس الگ الگ ہو سکتی ہیں کیونکہ ماحول الگ الگ ہے۔ اس لئے بہت بڑی لائبریری کی ضرورت نہیں مگر یہ لازم ہے کہ کچھ لوگ واقف ہوں اور پھر وہ اگر بانٹیں چیزیں تو دو طرح سے ان کا حساب رکھیں۔ ایک یہ کہ جن کو جو چیزیں بانٹی جا رہی ہیں وہ واپس آئیں۔ ان میں مہنگی چیزیں ہیں بہت بعض دفعہ، یعنی بعض دفعہ ہوتی ہیں بہت مہنگی چیزیں، بعض دفعہ سستی بھی ہیں مگر عام طور پر مثلاً جماعت میں یہ توفیق غالباً ہر جگہ نہیں ہو گی کہ Five Volume قرآن کریم مفت تقسیم کریں۔ One Volume تو کسی حد تک یعنی ایک جلد میں جو حضرت ملک غلام فرید صاحب والا ترجمہ اور تفسیر ہے، تفسیر تو حضرت مصلح موعودؓ کی تھی مگر انگریزی میں انہوں نے ڈھالا ہے، یہ اگر مفت دے بھی دیا جائے تو اس کا بھی مقامی طور پر لوگ زیادہ بوجھ نہیں اٹھا سکتے۔ **تو لائبریریوں میں ایسی چیزیں جنہوں نے گھومنا ہے اور زیادہ گہری اور علمی کتابیں ہیں ان کا واپسی کا بھی تو انتظام ہونا چاہئے**۔ اس کے لئے یہ احتیاط کر لینی چاہئے کہ جس دوست کی معرفت کوئی کتاب جا رہی ہے وہ ذاتی طور پر حاصل کرے اور ضامن ہو اس بات کا کہ اگر اتنے عرصے میں واپس نہ آئی تو وہ ذمہ دار ہے۔ اگر ایسا معین انتظام آپ نے نہ کیا تو ان کے ضائع ہونے کا خطرہ ہے۔ اور کچھ یہ ترکیب بھی کام آتی ہے کہ ایسی کتابیں زیادہ رکھیں جو کبھی کبھی ضائع تو نہیں ہوں گی مگر ضائع ہو بھی سکتی ہیں۔ ضائع نہیں ہوں گی ان معنوں میں کہ جو پڑھے گا اس کو فائدہ پہنچے گا مگر ضائع ہو بھی سکتی ہیں ان معنوں میں کہ بعض لوگوں کے متعلق علم ہوا ہے کہ جماعت کی قیمتی کتابیں ارادۃً شرارت کے طور پر لے کر پھاڑ کے پھینکتے ہیں۔ اور بعض لائبریریوں نے رپورٹ کی ہے کہ جب بھی ہم نے قرآن کریم رکھوایا ہے کوئی لے کے بھاگ گیا ہے اور واپس نہیں آیا۔

تو اس لئے میں عرض کر رہا ہوں کہ آنکھیں کھول کر ان سب امور کا جائزہ لینا چاہئے اور ایسی کتابیں جن کو ضائع ہونے کا خطرہ ہے اول تو معلوم کریں کون سی جہت ہے۔ وہ ہے کون سا رستہ جس کے ذریعے یہ ضائع ہوتی ہیں۔ اور جو مہنگی ہیں ان کو جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے ایک سے زائد رکھیں۔ کوئی ایک وقت میں ایک لے جائے تو پھر دوسرا آنے والا جب اسی کا مطالبہ کرے تو اس کو بھی کچھ ملنا چاہئے۔ تو آڈیوز

وڈیوز کے متعلق جو میں نے جرمنی کی جماعت کو ہدایت کی تھی وہی میں اب آپ سب کو ہدایت کر رہا ہوں- ان کے متعلق ایک سرکولیشن سسٹم ہونا ضروری ہے اور وہ سرکولیشن سسٹم یعنی اس کو اس طرح حرکت میں دیا جائے کہ ساری جماعت میں وہ حرکت کر رہی ہوں اس کی اگر صحیح نگرانی کی جائے تو بہت ہی زیادہ مؤثر اور غیر معمولی طور پر فائدہ مند ثابت ہوتا ہے-

یہ جو ٹیمیں میں اب بیان کر رہا ہوں لائبریری کی محافظ ٹیمیں ان کے ذریعے سرکولیشن شروع کریں-ان کو کہیں تم خود ان کو غور سے سنو، دیکھو اور پھر اگر تمہارا دل چاہتا ہو کہ اور بھی سنیں تو اپنی جماعت کے ان دوستوں کو دو جو اپنے ماحول سے دوسروں کو بلا کر دکھا سکیں-اور یہ ہونے کے بعد چونکہ ہزارہا وڈیوز ان چھوٹی چھوٹی لائبریریوں میں رکھنا ممکن نہیں ہے اس لئے یہ لائبریرین گروہ پہلے جائزہ لے کر اندازہ کریں کہ شروع میں ہم پہلے دس سے کام لیں گے-ان دس سے استفادہ کریں ان کو گھمائیں اور پھر مرکز کو واپس کریں کہ ان کو دوسری جماعتوں میں دینے کے لئے بے شک اب اس کو استعمال کریں-اگر ان کو توفیق ہو تو اس کی کاپیاں بنا کر اپنے پاس رکھ لیں ورنہ مفت اگر کام کرنا ہے تو واپس کر دیں دس اور مانگ لیں-اور اس طرح وہ دس پھر وہ جو لائبریرین ہیں وہ پہلے دیکھیں گے-پس **لائبریرین سے مراد ایک لائبریرین نہیں بلکہ گروہ ہے جس میں نئے آنے والے، نئی بیعتیں کرنے والے ضرور شامل ہوں اور ہر گروہ کا تعین موقع اور حالات کے مطابق الگ الگ ہوگا-**

اور یہ **نظام اپنی ذات میں اتنی گہری اور لمبی نگرانی چاہتا ہے کہ اس کے لئے بھی مرکز میں کسی کو مقرر کرنا ہوگا جو اسی کام پر لگ جائے یا ایک سے زائد آدمی مقرر کرنے ہوں گے جن کا کام یہ ہو کہ سارے ملک میں گھومتے پھریں، ہر جگہ پہنچ کے پتہ کریں کہ ذرا مجھے اپنی لائبریری تو دکھاؤ-** پتہ کریں گے تو شاید پتہ لگے گا کہ ہے ہی نہیں کوئی- کہے کہ بابا اس سے تو شروع کرو میں تمہارے لئے چھوٹی سی لایا ہوں ایک ساتھ - چنانچہ ایسی لائبریریاں ساتھ لے کر پھر سکتے ہیں- ان لائبریریوں کا زیادہ وسیع ہونا ضروری نہیں ہے شروع میں-اگر آپ نے اس طرح کام شروع کیا جس طرح عام طور پر لوگ کرتے ہیں کہ ایک وقت میں بیٹھ کر فہرستیں بنائیں اور بھاری کام اپنے ذمے لے لیا کہ ہر لائبریری میں یہ کتاب بھی ضروری ہے، وہ بھی ضروری ہے، فلاں وڈیو ضروری ہے، فلاں وڈیو ضروری ہے تو ہزار تک تو تعداد پہنچ ہی جائے گی-نہ آپ میں توفیق ہوگی کہ ان کو پوری طرح جاری کر سکیں نہ جماعت میں توفیق ہوگی کہ ہر ایسی لائبریری کو اتنی بڑی کتابیں اور وڈیو دے سکیں-

تو یہ جو آخری بات، میں وقت دیکھ رہا ہوں اس کی نسبت سے آپ کو کہہ رہا ہوں، آخری بات تو دعا کی ہے لیکن اس سے پہلے یہ میں سمجھانا چاہتا ہوں کہ **اپنی توفیق کے مطابق کام کریں- ہرگز توفیق سے زیادہ بوجھ نہ اٹھائیں-** اس بات کو بارہا میں بتا چکا ہوں ﴿لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا﴾ اللہ تعالیٰ کسی پر اس کی توفیق سے بڑھ کر اس پر بوجھ ڈالتا ہی نہیں ہے حالانکہ خود توفیق بڑھانے والا ہے- مگر بڑھاتا اس وقت ہے جب اس وقت کی توفیق کے مطابق ایک شخص اپنا پورا بوجھ اٹھا لیتا ہے- تو وسعت اور چیز ہے اور ایک موقع پر توفیق اور چیز ہے-اس بارے میں ایک دفعہ مجھے یاد ہے خطبے کا ایک بڑا حصہ میں نے خرچ کیا تھا اور آپ کو سمجھایا تھا کہ ﴿لا یکلف اللہ نفساً الا وسعھا﴾ میں جو وسعت ہے وہ ایک بڑی وسعت کا نام بھی ہے جو آخری حدیں ہیں انسان کی- مگر خدا تعالیٰ جب فرماتا ہے ﴿الاّ وسعھا﴾ تو اس سے مراد یہ ہے کہ اس وقت کی وسعت، جب کسی انسان میں کچھ اٹھانے کی طاقت ہے اتنا ہی بوجھ ڈالے گا لیکن اللہ جانتا ہے کہ جب وہ اٹھاتا ہے تو اس کی وسعت بڑھ جاتی ہے-

بچے آپ کی آنکھوں کے سامنے پل کر بڑے ہوتے ہیں ان کی ننھی منی ٹانگیں جو اپنا بوجھ نہیں اٹھا سکتیں وہ بڑے بڑے لوگوں کا بوجھ اٹھانے لگ جاتی ہیں، بڑے بڑے بھاری کام کرنے لگ جاتی ہیں-اور یہی نظام ہے کہ اللہ تعالیٰ وسعت سے زیادہ بوجھ نہیں ڈالتا مگر وسعت بڑھاتا ضرور ہے- تو آپ یہ نہ گھبرائیں کہ آپ کا کام تھوڑا سا شروع ہو رہا ہے- آپ نے اللہ کی نقل کرنی ہے- آپ کو اپنے طور پر تو کوئی عقل آ ہی نہیں سکتی جب تک اللہ سے نہ آئے تو اللہ تعالیٰ نے اپنے لئے نظام مقرر فرمایا ہے جو آپ سب پر جاری فرماتا ہے- آپ خدا سے سیکھتے ہوئے ہر جگہ کی توفیق کے مطابق کام شروع کریں-اور جیسا کہ میں نے بیان کیا ہے اگر آپ کا اس مضمون سے تعلق رکھنے والا مرکزی سیکرٹری اپنا یہ پیشہ بنا لے کہ **گھومتا پھرے** اور اپنے ساتھ چھوٹی چھوٹی لائبریریاں اٹھائے پھرتا ہو تو ایک کتاب لے جائے، ایک وڈیو لے جائے، ایک آڈیو لے جائے وغیرہ وغیرہ، میں مثال دے رہا ہوں اور کسی ایک جگہ جہاں مرکز قائم نہیں اسی سے مرکز چلا دے-اور جب یہ استعمال ہوں گی، جب یہ ہضم ہو جائیں گی تو اس جماعت کی توفیق بڑھ جائے گی- پھر مطالبہ ادھر سے آئے گا کہ آپ فلاں دے گئے وہ تو ہم ختم کر بیٹھے ہیں اب اور لائیں- چنانچہ جن بچوں کو کہانیوں کی عادت پڑتی ہے وہ ختم ہوتے ہی پھر لائبریری پہنچتے ہیں پھر ختم ہوتے ہی پھر لائبریری پہنچتے ہیں- تو آپ کی مرکزی لائبریری میں آنے والوں کی تعداد بھی بڑھے گی اور ان کو پتہ ہوگا کہ اب ہم نے کہاں مدد کے لئے پہنچنا ہے-

تو میں امید رکھتا ہوں کہ اس طریق پر اس چھوٹی سی لائبریری کو خدا تعالیٰ برکت دینے لگ جائے گا اور ابتدا میں بڑی بڑی لائبریریاں نہ بنائیں یہ میں سمجھا رہا ہوں آپ کو- بنانی ضرور ہے مگر چھوٹی بنائیں کیونکہ مجھے پتہ ہے، مجھے سالہا سال کا تجربہ ہے کہ جہاں بھی ان باتوں کو نظر انداز کر کے بوجھ توفیق سے بڑھا دیئے نظام ٹوٹ گیا اور اکثر یہ ٹوٹے بکھرے ہوئے نظام پھر بعد میں دکھائی دیتے ہیں- ہم نے فلاں جگہ بھی کام شروع کیا تھا کچھ نہیں فائدہ ہوا، فلاں جماعت نے کام شروع کیا تھا اب نہیں رہا- مگر اگر خدا تعالیٰ کے نظام کو آپ پکڑیں گے تو یہ ہو نہیں سکتا کہ کام اپنے آپ کو آگے نہ بڑھائے- یہ ویسی ہی بات ہے جیسے کوئی تاجر چھوٹی سی پھیری سے کام لیتا ہے مگر توفیق کے مطابق، توفیق سے بڑھ کر نہیں اٹھاتا مگر جو اٹھاتا ہے وہ اپنے لئے اور سامان پیدا کرتا چلا جاتا ہے یہاں تک کہ وہ چھوٹی سی پھیری ایک چھوٹی سی دکان میں بدل جاتی ہے، چھوٹی سی دکان بڑے کاروبار بننے لگ جاتی ہے- مگر وہ جاہل جو قرضے لے لے کر شروع میں بڑی دکان کی بات کرتے ہیں میں نے تو اکثر ان کی عمریں گلتی دیکھی ہیں کہ وہ پھر جائیدادیں بھی بیچیں تو قرضے نہیں اترتے- تو ﴿لا یکلف اللہ نفساً﴾ کا ایک یہ بھی مضمون ہے جو آپ سب کو سمجھنا چاہئے کہ خزائن جو آپ بانٹ رہے ہیں ان خزائن میں دنیا کے خزائن بھی ہیں ان کے ساتھ بھی یہی سلوک ہے- آپ اپنی معیشت کا اتنا بوجھ اٹھائیں خواہ وہ تھوڑا ہو مگر ہو اتنا جو اٹھا سکتے ہوں-اور یاد رکھیں کہ اگر خدا کے حکم کے مطابق آپ نے ایسا کیا ہو تو اللہ تعالیٰ وسعت کو ضرور بڑھایا کرتا ہے- ہو نہیں سکتا کہ نہ بڑھائے-اور جو محض اللہ کی خاطر کرتا ہے اس کو غیبی مدد بھی ملتی ہے دیکھتے دیکھتے برکتیں ملنی شروع ہو جاتی ہیں مگر دل صاف اور پاک ہونا چاہئے-اگر نیت میں کہیں گند آگیا تو پھر وہ گند آخر تک ساتھ چلے گا آپ کے کسی کام میں برکت نہیں رہنے دے گا-

پس تبلیغ کی طرف توجہ میں جو ایک اور نکتہ آپ کو سمجھانے والا تھا وہ یہی تھا مگر اس کے بہت سے پہلو ہیں جن پر مزید روشنی ڈالنی ہوگی-اگر خدا نے توفیق دی تو اس سفر کے درمیان خطبات میں یا پھر بعد میں واپس آکر انشاء اللہ اس مضمون کو میں پھر پکڑوں گا-اب میں اجازت چاہتا ہوں یہ یاد دلاتے ہوئے کہ اپنے لئے دعائیں ضرور کریں- **دعاؤں سے سارے کام آسان ہو جاتے ہیں کوئی مشکل مشکل نہیں رہتی**- بسا اوقات انسان بڑی مصیبت میں مبتلا بیٹھا ہوتا ہے کہ اس کا حل نظر نہیں آرہا، اس کا حل نظر نہیں آرہا-اگر واقعۃً توجہ خدا کی طرف ہو اور دعا کی طرف مائل ہو تو ساری مشکلیں دیکھتے دیکھتے آسان ہو جاتی ہیں- پتہ ہی نہیں لگتا کہ یہ مشکلیں گئی کہاں-اور اگر خدا کی طرف توجہ نہ ہو تو جو آسان کام ہیں وہ بھی مشکل ہوتے چلے جاتے ہیں-اور حضرت مسیح موعود علیہ الصلوٰۃ والسلام کے اس الہام کو ہمیشہ پیش نظر رکھیں کہ

قادر ہے وہ بارگہ ٹوٹا کام بناوے
بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے

اگر دعا کریں گے تو بسا اوقات اللہ کے فضل سے بھاری اکثریت میں آپ دیکھیں گے کہ ٹوٹے کام بن جائیں گے اور اگر دعا سے احتراز کریں گے تو

"بنا بنایا توڑ دے کوئی اس کا بھید نہ پاوے"

PRIME AUTO PARTS
HOUSE OF GENUINE SPARES
AMBASSADOR
&
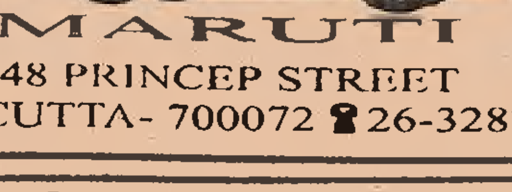
MARUTI
P, 48 PRINCEP STREET
CALCUTTA- 700072 ☎ 26-3287

C.K ALAVI
RABWAH WOOD INDUSTRIES
TIMBER LOGS SAWN SIZE
TEAK POLES & WOOD FURNITURE
MAHDI NAGAR, VANIYAMBALAM - 679339 (KERALA)

پاکستان کا بوکھلایا ہوا معاشرہ

تنویر قیصر شاہد کی حقیقت پسند تحریر

ہفت روزہ "آج کل" کے ایک گزشتہ شمارے (۱۷ تا ۲۳) اگست ۱۹۹۵ء میں جناب خالد احمد نے اپنے مضمون "ایک بوکھلایا ہوا معاشرہ" میں وطن عزیز میں عدم رواداری اور فرقہ پرستی اور ارتدادی فتووں کے روز افزوں اور تیزی سے پھیلتے ہوئے مہیب خیالات و نظریات کی بڑے جچے تلے انداز میں عکاسی کی ہے۔ انہوں نے اپنے مضمون کے صفحہ ۲۳ پر دوسرے پیرا گراف میں رقم کیا ہے: "وزیر اعلیٰ پنجاب پر ہمیشہ الزام لگایا گیا ہے کہ وہ احمدی ہیں جس کی انہوں نے تردید کی ہے۔ یہ ان کا نجی معاملہ ہے۔ یہ ممکن ہے ایک شخص احمدی گھرانے میں پیدا ہوا ہو لیکن خود احمدی نہ ہو لیکن ان کے مخالفین نے اس ضمن میں انہیں ہمیشہ کھونٹی پر لٹکائے رکھا ہے۔ جب گزشتہ دنوں ان کے والد کا انتقال ہوا تو وہ جنازے میں شامل نہیں ہوئے کیونکہ اس طرح ان پر ارتداد کے الزام کا خدشہ تھا۔ یہ ایک سیاست دان کی بہت بڑی جذباتی قربانی تھی اور اس کے ساتھ ساتھ ہمارے سماج پر چھائی ہوئی عدم رواداری اور مذہبی تعصب کے سامنے اعتراف شکست بھی تھا۔ لیکن بحران اس وقت پیدا ہوا جب اخبارات نے صدر فاروق لغاری کی ان سے تعزیت کی رپورٹیں شائع کیں کیا کسی احمدی کے لئے فاتحہ پڑھنا شرعاً جائز ہے؟ ایک مرتبہ پھر اخبارات نے علماء سے رابطہ کیا جنہوں نے فیصلہ دیا کہ جو مسلمان احمدی کی وفات پر فاتحہ پڑھتا ہے وہ زندیق ہو جاتا ہے۔ اس غیر سرکاری فتوے کے بعد صدر مملکت جنہیں آئین کی رو سے مسلمان ہونا چاہئے، کو ارتداد اور نااہلیت کے خطرے کا شکار کر دیا گیا۔ وزیر اعلیٰ وٹو کی طرح صدر بھی دباؤ میں آگئے اور ان کے نمائندے نے وضاحت کی کہ انہوں نے صرف تعزیت کی تھی فاتحہ نہیں پڑھی تھی۔ اخبارات تو بک گئے لیکن منظور احمد وٹو اور صدر لغاری کو عقیدے سے خارج ہو جانے کا خوف لاحق ہو گیا"۔

جناب خالد احمد نے اس ضمن میں معروف عالم سائنس دان ڈاکٹر عبدالسلام کا ذکر نہیں کیا جنہیں احمدی ہونے کے جرم میں چند برس قبل پاکستان کی سرزمین پر تضحیک اور ذلت کا نشانہ بنانے کی قابل مذمت کوشش کی گئی۔ وہ نوبل انعام پانے کے بعد خوشی خوشی اپنے وطن آئے۔ ان کے اعزاز میں پنجاب یونیورسٹی میں ایک تقریب کا انعقاد کیا گیا تھا۔ جب وہ تقریر کرنے ڈائس پر آئے تو ایک طلباء تنظیم سے وابستہ طلباء کے ایک گروہ نے ان پر کرسیوں اور جوتوں سے حملہ کر دیا۔ ڈاکٹر عبدالسلام یقیناً اس "حسن سلوک" سے متاثر ہونگے کہ یہ سلوک واقعی ناقابل فراموش تھا۔ پاکستانیوں کو چاہئے تو یہ تھا کہ اپنے قابل فخر سپوت کو آنکھوں پر بٹھاتے جس نے ان کے ملک کا نام روشن کیا تھا مگر انہیں اس کے برعکس سلوک کا سامنا کرنا پڑا اور انہیں احمدی ہونے کی ایک ایسی وحشت ناک سزا دی کہ وہ اسے کبھی نہ بھول سکے۔

کیا ہم بہ حیثیت مجموعی ایک غیر شائستہ اور غیر مہذب قوم کا روپ دھار چکے ہیں؟ ایسی قوم جو تحمل اور بردباری کے مستحسن عناصر سے تہی دست ہے؟ کیا ہم میں اسلامیت اس قدر راسخ ہو گئی ہے کہ ہم کسی بھی غیر مذہب اور مسلک کے پیروکاروں کو زندہ رہنے کا حق نہیں دینا چاہتے۔ پاکستان میں اب یہ خیال فیشن بن گیا ہے کہ اپنے کسی بھی سیاسی اور برادری کے دشمن کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالنا ہو تو اس پر مرزائی احمدی اور گستاخ رسول ہونے کا لیبل لگا دیں تو اسے راستے سے ہٹانا بالکل آسان ہو جائے گا۔ اپنی تمام ناکامیوں اور ملک کے اندر بدامنی کی فضا کو مرزائیوں، قادیانیوں اور احمدیوں کے کھاتے میں

پاکستان میں اب یہ خیال فیشن بن گیا ہے کہ اپنے کسی بھی سیاسی اور برادری کے دشمن کو صفحہ ہستی سے مٹا ڈالنا ہو تو اس پر مرزائی، احمدی اور گستاخ رسول ہونے کا لیبل لگا دیں تو اسے راستے سے ہٹانا بالکل آسان ہو جائے گا اپنی تمام ناکامیوں اور ملک کے اندر بدامنی کی فضا کو مرزائیوں، قادیانیوں اور احمدیوں کے کھاتے میں ڈال کر گلو خلاصی کروالینا آسان نسخہ بن گیا ہے ایسے لوگوں میں مولانا فضل الرحمٰن بھی شامل ہیں جو خیر سے ایک سابق مفتی کے صاحبزادے ہیں۔

ڈال کر گلو خلاصی کروالینا آسان نسخہ بن گیا ہے۔ ایسے لوگوں میں مولانا فضل الرحمان بھی شامل ہیں جو خیر سے ایک سابق مفتی کے صاحبزادے ہیں اور جن کے بارے میں شیخ رشید احمد نے اپنی تازہ ترین کتاب "فرزند پاکستان" میں صفحہ ۱۷۱ پر یہ الفاظ لکھے ہیں:-

"خارجہ امور کی کمیٹی کے چیئرمین ایسے شخص کو بنایا جاتا ہے جو خارجہ امور کے نام پر خارجہ امور کے لئے کم اور ڈیرہ اسماعیل خان کے (اپنے) مدرسہ کے لئے دوسرے ملکوں سے چندہ جمع کرنے میں مصروف رہا ہے اور اپریل ۱۹۹۵ء میں بھی کویت میں ایمبیسی نے جن شیخوں سے ان کی ملاقات رکھوائی وہ ان کویتی شیخوں سے ملکی امور سے زیادہ مدرسہ کے لئے زکوٰۃ کے حصول میں زیادہ جدوجہد کرتا رہا"

یہی مولانا فضل الرحمان صاحب گزشتہ سال واشنگٹن تشریف لائے۔ انہوں نے پاکستانی سفارت خانہ کی کوششوں اور انتظام کے تحت پاکستانیوں اور غیر ملکیوں کے ایک اجتماع سے خطاب کرنا تھا اور اس مجمع میں کشمیر کے حوالے سے پاکستان کی خارجہ پالیسی کے بارے میں باتیں کرنا تھیں۔ راقم التحریر بھی اس جلسے میں موجود تھا۔ موصوف جب خطاب کرنے آئے تو پاکستان کے خارجہ امور پر کم اور پاکستان میں اسلامائزیشن کے حوالے سے زیادہ گفتگو کرنے لگے۔ حاضرین نے احتجاج کرتے ہوئے کہا کہ ہم تو کشمیر کے حوالے سے باتیں سننے آئے ہیں، وہی کی جائیں اور چونکہ حاضرین میں زیادہ تر وہ لوگ شامل تھے جو انگریزی داں اور انگریزی خواں تھے، اس لئے انگریزی میں خطاب کیا جائے۔ مولانا اس مطالبے پر ناراض ہو گئے کہ وہ انگریزی میں خطاب کرنے میں نااہل ہیں۔ اس پر جلسے میں شور مچ گیا اور یہ تقریب جس پر پاکستانی سفارت خانے کا ہزاروں ڈالر کا سرمایہ صرف ہوا تھا منتشر ہو گئی۔ بعد ازاں مولانا فضل الرحمان نے اپنے ایک انٹرویو میں کہا کہ واشنگٹن میں میرے جلسے کو امریکہ میں مقیم احمدیوں نے درہم برہم کیا۔ یہ بیان سراسر جھوٹ پر مبنی تھا اور انہوں نے دانستہ دروغ گوئی سے کام لے کر اپنی نااہلیت پر پردہ ڈالنے کی جسارت کی۔ اور مینشن کے مطابق اپنی ناکامی کو احمدیوں کے کھاتے میں ڈال کر بری الذمہ ہونے کی جسارت کی۔

ایک مرتبہ راقم الحروف معروف مورخ اور دانشور ڈاکٹر مبارک علی سے ان کا طویل انٹرویو کرنے ان کے دولت کدے پر حاضر ہوا۔ گفتگو کے دوران انہوں نے کہا کہ پاکستان میں بنیاد پرستی اور ملائیت کی تقویت کی بنیادیں ذوالفقار علی بھٹو نے رکھیں۔ انہوں نے مولوی حضرات کے سامنے گھٹنے ٹیک کر آئین میں ترمیم کرتے ہوئے احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے کر دراصل اس مہیب راہ کا دروازہ کھولا جس کے آگے ضد ہٹ دھرمی اور ترقی پسندی سے دشمنی کا اندھیرا چھایا ہوا ہے۔ مگر جب ایک بار احمدیوں کو غیر مسلم قرار دے دیا گیا اس کے بعد ان سے دشمنی اور ان کو دیس نکالا دئے جانے اور ان کو کلیدی عہدوں سے ہٹا دینے کا مطالبہ چہ معنی دارد؟ ستم ظریفی کی بات یہ ہے کہ ملک میں جب کسی احمدی کو قتل کیا جاتا ہے تو اس کی مذمت میں کوئی آگے نہیں بڑھتا۔ گویا احمدی ہونا ایک غیر انسان ہونے کے مصداق ہے۔ قائد اعظم یونیورسٹی میں فزکس کے نامور عالم اور استاد کو دن دیہاڑے ان کے گھر میں قتل کر دیا گیا مگر افسوس ان کے قاتلوں کو گرفتار کرنے میں آج تک حکومت اور یونیورسٹی نے کوئی اقدام نہ کیا۔ صرف اتنا کہہ کر خاموشی اختیار کر لی گئی ہے کہ مقتول احمدی تھا اور انہیں کسی "بندہ مومن" نے قتل کر دیا ہے۔ یہ کہہ کر قتل کے خون پر

لاہور کی ایک معروف جامع مسجد کے خطیب کے صاحبزادے جنہوں نے خود کو احمدی ہونے کا اقرار کر کے نیویارک میں سیاسی پناہ لے رکھی ہے۔ میں نے اس کی وجہ پوچھی تو بڑے جرأت مندانہ طریقے سے فرمایا مجبوری کے عالم میں سؤر کھانا حلال ہے۔

بے حسی کی مٹی ڈال دی گئی اور وابستگان کے لبوں پر جبر کی مہر ثبت کر دی گئی۔

غیر ممالک میں انہیں واقعات کی بنیاد پر اخبارات و جرائد میں ہماری خوں آشامی کے تذکرے ہوئے ہیں جو قطعی غیر مستحسن ہیں اس سے ہماری سبکی تو ہوتی ہی ہے ہماری قومی انا اور مہذبانہ اطوار زندگی کو بھی ٹھیس لگتی ہے ہماری بے حسی اور اخلاقی بے راہ روی اس حد کو پہنچ گئی ہے کہ احمدیوں کو آئین نے بھی جن حقوق سے نواز رکھا ہے ان کی حمایت کرنے والا کوئی بھی شخص احمدیوں کے دشمنوں کے نزدیک گردن زنی قرار پاتا ہے۔ ان کے حقوق کے غصب ہونے اور ان کے جائز مطالبات کی پامالی پر کوئی بھی شخص احتجاج کرنے کو آگے نہیں بڑھتا۔ اور نہ ہی اخبارات و جرائد میں ان کو بآسانی جگہ ملتی ہے۔ احمدیوں میں یہ مایوسی اوپر کے درجے تک جا پہنچی ہے۔ مجھے بخوبی یاد ہے کہ ایک بار میں سابق ائروائس مارشل ظفر چوہدری کا انٹرویو لینے گیا۔ باتوں باتوں میں راقم نے ان سے پوچھا کہ ۱۹۷۱ء کی جنگ میں شنید ہے کہ احمدیوں کا کردار قومی اعتبار سے غیر مناسب تھا؟ میرا سوال سن کر ظفر چوہدری صاحب نے کہا "آپ کو معلوم ہے کہ لوگ مجھے احمدیوں کی صف میں شمار کرتے ہیں۔ اگر میں احمدیوں کی حب الوطنی کی وکالت کروں گا ان کے حقوق کی بات کروں گا تو میرے یہ خیالات اور بیانات کون چھاپے گا؟" اور انہوں نے پھر بڑے تاسف سے سر ہلا کر کہا تھا "کوئی نہیں شائع کرے گا"۔

۱۹۷۴ء میں احمدیوں کے خلاف نفرت اور عداوت ملکی سطح پر پھیل گئی۔ ان گنت لوگ موت کے گھاٹ اتار دیئے گئے۔ احمدیوں کے خلاف نفرت کی بنیاد وہ واقعہ بنا تھا جس میں مبینہ طور پر ربوہ کے ریلوے سٹیشن پر احمدیوں نے کالج کے طلباء کی ایک ٹرین کے ساتھ غیر مناسب سلوک کیا۔ سارے ملک میں فساد اور انار کی پھیل گئی۔ راقم ان دنوں واہ کینٹ میں مقیم تھا۔ وہاں کی جامع مسجد کے خطیب نے ایک روز ایک بہت بڑا جلوس احمدیوں کے خلاف نکالا۔ انہوں نے اپنی تقریر میں اچانک علامہ اقبال کے خلاف باتیں شروع کر دیں اور فرمانے لگے کہ اقبال کا کلام بھی ممنوع قرار دینا چاہئے کیونکہ ان کی رگوں میں ان کے بڑے بھائی شیخ عطا محمد (جو مذہباً احمدی تھے) کی تربیت دوڑ رہی ہے۔ وہ انگلستان میں خرچہ بھجواتے تھے جو ظاہر ہے حرام کا تھا۔ چنانچہ کلام اقبال سے مقاطع ضروری ہو گیا ہے۔ اسلامی حمیت سے سرشار شرکت کنندگان نے حمایت میں سر ہلا دیا۔ مجھے جب یہ واقعہ یاد آتا ہے، اپنی قومی کور ذوقی پر ترس آتا ہے اور افسوس بھی کہ ہم نے اپنی دینی عنانیں جن علماء کے ہاتھوں میں دے رکھی ہیں ان کے مبلغ علم اور وسعت قلبی کا یہ عالم؟

ستم ظریفی یہ ہے کہ پاکستان سے جو لوگ معاش کے حصول میں غیر ممالک ہجرت کر گئے، عدم رواداری اور دوسروں پر اپنے مذہبی اور مسلکی جذبات مسلط کرنے اور ٹھونسنے کی مجھوں اور قابل مذمت عادت بھی ساتھ لے کر گئے۔ اسلسلے میں احمدیوں سے نفرت سب سے سوا ہے۔ راقم گزشتہ سال امریکہ میں مقیم تھا۔ نیویارک میں کوئینز کے علاقے میں ایک جگہ جیکسن ہائٹس ہے جہاں ہندو دکانداروں کی اکثریت ہے۔ اسی علاقے میں پاکستانیوں نے بھی دکانیں کھول لی ہیں جن میں کیفے اور ہوٹل بھی ہیں۔ ایک روز میں اس علاقے میں گیا تو یہ دیکھ کر حیرت زدہ رہ گیا کہ سڑک کے بیچوں بیچ سفید پینٹ سے موٹے موٹے حروف میں لکھا گیا تھا کہ اس علاقے میں فلاں فلاں ہوٹل قادیانیوں کا ہے۔ اس لئے تمام مسلمانوں سے اپیل کی جاتی ہے کہ ان کافروں کے ہوٹل میں کھانا نہ کھایا جائے۔ اور پھر میں نے دیکھا کہ مسلمان قادیانیوں کے ہ[illegible]ں میں کھانا کھانے سے پرہیز کرتے اور ان مرزائیوں کے ہوٹلوں کے سامنے واقع ایک ہندو کے گندے اور غیر معیاری ہوٹل سے کھانا کھانے کو ترجیح

(باقی صفحہ ۱۱ پر ملاحظہ فرمائیں)

"دیوبندی تبلیغی جماعت کے اجتماع کو حج سمجھتے ہیں"

حال ہی میں بنگلہ دیش میں دیوبندیوں کی تبلیغی جماعت کا اجتماع ہوا۔ دیوبندی حضرات اپنے ان اجتماعوں کو یہاں تک عظمت دیتے ہیں کہ ان میں شمولیت کو حج قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ ذیل میں درج کردہ خبر اس کی دلیل ہے۔ آج تک اگر دارالعلوم دیوبند کی جانب سے اس کی تردید کی گئی ہو تو ہمیں اس کا علم نہیں البتہ ذی شعور عوام تو اس کو برا منا رہے ہیں۔ ملاحظہ فرمایئے۔ (ادارہ)

غازی پور۔ ۳ر مارچ (اے پی) ہر سال کی طرح اس سال بھی بنگلہ دیش میں ہندوستان کی تبلیغی جماعت کا سب سے بڑا اجتماع ہوا۔ ۱۹۶۶ سے تبلیغی جماعت بنگلہ دیش میں اسلام کی تبلیغ کیلئے اجتماع کرتی رہی ہے۔ یہ سہ روزہ اجتماع بیسواں سالانہ اجتماع ہے جس میں کوئی ۲۰ لاکھ مسلمان شریک ہیں۔ دوشنبہ کے دن اس اجتماع کا اختتام ہوگا۔ ایک آرگنائزر احمد اللہ سرکار کے بموجب اسلامی ملکوں کے علاوہ امریکہ اور یوروپ سے بھی کئی مسلمان اس اجتماع میں شرکت کیلئے آئے ہیں۔ دارالحکومت ڈھاکہ کے قریب غازی پور کے مقام پر ۱۶۰ ایکڑ (۶۴ ہیکٹر) اراضی پر چوٹ اور بانس سے ہزاروں خیمے بنائے گئے ہیں اس بستی میں درجنوں فرسٹ ایڈ سنٹرس کے علاوہ بڑے بڑے طعام خانے بھی اجتماع میں شریک افراد کی سہولت کیلئے قائم کئے گئے ہیں۔ ہندوستانی تبلیغی جماعت کے سربراہوں کے بموجب مکہ معظمہ میں حج کے سالانہ اجتماع کے بعد دنیا بھر میں مسلمانوں کیلئے تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماع سب سے بڑے ہوتے ہیں۔ بنگلہ دیش کے ایک کسان تاج اسلام نے جن کی عمر ۶۰ سال ہے کہا کہ وہ چونکہ فریضہ حج ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے۔ اسلئے ہر سال وہ تبلیغی جماعت کے اجتماع میں شرکت کر لیتے ہیں اور اجتماع میں شرکت کے بعد ایسا محسوس کرتے ہیں کہ جیسے وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو گئے ہوں۔ تبلیغی اجتماع میں اس سال بدلتی ہوئی دنیا میں مسلمانوں میں اسلامی تبلیغ کے فروغ اور توسیع کیلئے بھی غور کیا گیا۔ ہندوستانی تبلیغی جماعت ایک غیر سیاسی تنظیم ہے۔

(روزنامہ سیاست ۹۶۔۳۔۴)

اعلانِ نکاح

● ۹۷/۷/۱۴ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم صاحبزادہ مرزا وسیم احمد صاحب ناظر اعلیٰ وامیر جماعت احمدیہ قادیان نے مکرمہ امۃ المنان صاحبہ بنت مکرم اعجاز حسین صاحب آف حیدر آباد کا نکاح مکرم قریشی محمد سلیمان صاحب آف دہلی کے ساتھ ۔/۷۰۰۰۰ روپے حق مہر پر پڑھا۔ مکرم قریشی محمد سلیمان صاحب نے ۲۰۰ روپے اعانت بدر میں دیئے ہیں۔

(امیر جماعت احمدیہ قادیان)

۹۷/۶/۲۶ کو بعد نماز عصر مسجد مبارک میں محترم منیر احمد صاحب خادم نے عزیزہ زاہدہ فردوس بنت مکرم رضوان احمد صاحب آف کو سمبی اڑیسہ کا نکاح عزیزم محمد اسماعیل صاحب ابن مکرم محمد ابراہیم صاحب آف چودہ کلاٹ اڑیسہ کے ساتھ مبلغ ۔/۲۵۰۰۰ روپیہ حق مہر پر پڑھا۔ (اعانت بدر ۔/۵۰) (مینجر بدر)

اللہ تعالیٰ ان رشتوں کو ہر دو خاندانوں کیلئے بہت بابرکت فرمائے آمین۔

اربابِ تبلیغی جماعت سے ایک التماس

از۔ قطب الدین خان (جدہ)

روزنامہ سیاست مورخہ ۴ر مارچ صفحہ ۲ پر ایک خبر چھپی ہے جس کی سرخی ہے "بنگلہ دیش میں تبلیغی جماعت کا سالانہ اجتماع" اس میں لاکھوں مسلمانوں کی ڈھاکہ شہر کے قریب "غازی پور" کے مقام پر اجتماع میں شرکت کا ذکر ہے۔ یوں تو یہ سہ روزہ سالانہ اجتماع تقریباً ۳۰ سال سے ہو رہا ہے اور ہندوستانی تبلیغی جماعت اس کے لئے ہر سال بہت اہتمام بھی کرتی ہے۔ لیکن خبر میں (جو اے پی A.P کے حوالے سے ہے) دینی درد اور شعور رکھنے والوں کے لئے کچھ چونکا دینے والی باتیں بھی ہیں۔ خبر کا آخری حصہ کچھ یوں ہے "ہندوستانی تبلیغی جماعت کے سربراہوں کے بموجب مکہ معظمہ میں حج کے سالانہ اجتماع کے بعد دنیا بھر میں مسلمانوں کیلئے تبلیغی جماعت کے سالانہ اجتماع سب سے بڑے ہوتے ہیں۔ بنگلہ دیش کے ایک کسان تاج اسلام نے جنکی عمر ۶۰ سال ہے کہا ہے کہ وہ چونکہ فریضہ حج ادا کرنے کی استطاعت نہیں رکھتے اسلئے ہر سال وہ تبلیغی جماعت کے اجتماع میں شرکت کر لیتے ہیں اور اجتماع میں شرکت کے بعد ایسا محسوس کرتے ہیں کہ جیسے وہ گناہوں سے پاک و صاف ہو گئے ہیں" ہماری سمجھ میں یہ بات نہیں آئی کہ تبلیغی جماعت کے مذکورہ اجتماع کا اسلام کے اہم رکن "حج" سے کیا تقابل ؟؟؟ اگر اس رجحان کو ارباب تبلیغی جماعت نہ روکیں تو کہیں نعوذ باللہ، بنگلہ دیش کے بھولے بھالے کسان تاج اسلام کی طرح دیگر مسلمان بھی تبلیغی جماعت کے اجتماع کو حج کا نعم البدل نہ سمجھ بیٹھیں۔ جدہ کے ہندوستانی و پاکستانی علماء کرام بھی اس مسئلے پر غور فرما سکتے ہیں کہ اس قسم کی سوچ اور ذہنیت کا فروغ کتنی بدعات کو جنم دے سکتا ہے دیگر دینی جماعتیں بھی سالانہ اجتماعات منعقد کرتی ہیں اگر ان لوگوں میں بھی یہ بات فروغ پائے کہ یہ اجتماعات حج کا بدل ہیں تو دین کا خدا ہی حافظ ہے۔ ہماری ارباب تبلیغی جماعت سے مودبانہ گزارش ہے کہ ایسے عظیم الشان اجتماعات میں اس قسم کی ذہنیت کے فروغ کا رد کریں۔ کیونکہ بانی تبلیغی جماعت مولانا الیاس کاندھلوی نے سیدھے سادھے کم پڑھے لکھے مسلمانوں میں شرک اور بدعات کے رد کے لئے ہی اپنی تحریک تبلیغی جماعت شروع کی تھی ہمارے اس التماس پر ارباب تبلیغی جماعت ہندوپاک و بنگلہ دیش غور فرمائیں گے۔

(روزنامہ سیاست ۹۶۔۳۔۴)

مرسلہ :۔ سید جہانگیر علی حیدر آباد)

دعائے مغفرت

میرا لخت جگر محمد کلیم الدین بعمر ۳۴ سال سٹیٹ بنک میں مینجر کی ترقی پر فائز ہو کر صرف چار دن کی علالت میں ہمیں حزیں بنا کر دنیائے فانی سے گزر گیا ہے انا للہ وانا الیہ راجعون اس کی مغفرت بلندی درجات اور ضعیف والدین و عزیز و اقربا کے صبر جمیل کیلئے درخواست دعا ہے۔

(محمد شمس الدین چنچل گوڑہ حیدر آباد)

کرناٹک میں دیوبندیوں بریلویوں میں سر پھٹول
ایک دوسرے کے خلاف کفر کے فتوے زوروں پر

(مقصود احمد بھٹی مبلغ بنگلور)

کہتے ہیں آج عید ہوئی ہے ہوا کرے
اس عید سے تو موت ہی آئے خدا کرے

پچھلے چند دنوں سے ایک بار پھر باسی کڑی میں اُبال آیا ہے۔ جمعیۃ العلماء ہند کے سرکردہ لیڈر مولانا اسعد مدنی اور دارالعلوم دیوبند کے بعض علماء کو اس باسی کڑی کے ڈکار آنے شروع ہوئے ہیں۔ جس کی بدبو ہندوستان کے مختلف حصوں میں پھیل رہی ہے۔ اس کی تازہ مثال دہلی میں منعقدہ ایک کانفرنس میں ان ملاؤں نے حکومت ہند پر زور دیا ہے کہ احمدیوں کو پاکستان کی طرح غیر مسلم قرار دیا جائے۔ اور ان کی تبلیغی و تربیتی سرگرمیوں کو حکومتی سطح پر روکنے کے فوری اقدام کئے جائیں۔ جوں جوں میلاد النبی صلی اللہ علیہ وسلم کے جلسے قریب آتے ہیں۔ یہ علماء حسب عادت حبیب خدا صلی اللہ علیہ وسلم کے نام لے لے کر اپنی دوکان چمکانے کیلئے کوئی نہ کوئی بہانہ تراشتے ہوئے کسی نہ کسی کو اپنی مذموم عادت کا نشانہ بناتے ہیں۔ اور سوچتے ہیں۔ کس طرح ان کی طوطی زبان چلے اور اس کی وجہ سے ان کو زیادہ سے زیادہ فائدہ پہنچے۔ چنانچہ یہ مصدقہ امر ہے کہ اپنے پیٹ کو پالنے کیلئے تحفظ ختم نبوت کے نام پر غریب اور لاعلم مسلمانوں سے وافر مقدار میں پیسہ بٹور کر جماعت احمدیہ کے خلاف کافی پروپگنڈہ کیا جاتا ہے۔ جس میں سے نصف بلکہ اس سے بھی زیادہ پیسہ اپنے پیٹ پالنے کے لئے یہ ملاں استعمال کرتے ہیں۔ اس بارہ میں کئی انصاف پسندوں نے آواز اُٹھائی اور اخبارات میں بھی چرچہ ہوا۔ لیکن پھر بھی یہ شرم سے عاری علماء اپنی عادت سے باز نہیں آتے۔ یہ بات بالکل مصدقہ ہے۔ جب بھی ان نامِ نہاد ملاؤں نے جماعت احمدیہ کے خلاف پروپگنڈہ کیا۔ اللہ تعالیٰ نے جماعت احمدیہ کو ترقی عطا کی اور ان کے منصوبوں کو خاک میں ملا دیا۔ اس کی مثال چند سال قبل ۹۴ء بنگلور میں تحفظ ختم نبوت کے نام پر علماء نے ایک ہنگامہ برپا کیا۔ اور خاکسار عینی شاہد ہے کہ بنگلور شیواجی کے چھوٹے میدان میں تمام فرقوں اور تمام مسلک سے تعلق رکھنے والے علماء نے بڑے زور و شور سے ایک سٹیج سے اعلان کیا کہ باوجود مسلکی اختلافات کے ہم سب مل کر قادیانیت (احمدیوں) کے خلاف جہاد کریں گے۔ اس جلسہ میں حضرت مسیح موعود علیہ السلام کی ذاتِ بابرکات پر جس قدر ظالمانہ حملے کئے گئے۔ دل خون ہو جاتا ہے۔ دوسری طرف صداقتِ احمدیت کا ایک ایسا ثبوت ملا۔ جس کے بارہ میں حضرت رسول خدا صلی اللہ علیہ وسلم نے آج سے چودہ سو سال قبل فرمایا تھا۔ کہ ناجی فرقہ ایک ہوگا جس کے خلاف ۷۲ فرقے متفقہ فیصلہ کریں گے۔ وہ آواز جو بنگلور میں یا پھر دیوبند میں ان علماء نے بلند کی تھی کہ چند ہی سالوں میں ان کو نہ صرف ہندوستان سے بلکہ دنیا بھر سے ختم کر دیں گے۔ وہ پانی کے بلبلوں کی طرح دب گئی۔ لیکن تقدیر الٰہی نے اس کے خلاف اپنا فیصلہ صادر فرمایا۔ ان کے اعلان کے بعد نہ صرف ہندوستان میں بلکہ پوری دنیا میں ہزاروں نہیں لاکھوں سعید روحوں نے عالمی بیعت کے ذریعہ جماعت احمدیہ میں شمولیت اختیار کی۔ اور اللہ تعالیٰ کا وہ وعدہ جو حضرت مسیح موعودؑ سے کیا تھا۔ انی مھین من اراد اھانتک چمکتے ہوئے سورج کی طرح ظاہر ہوا۔ چنانچہ ایسی بہت سی مثالیں ہیں جو تاریخ احمدیت میں محفوظ ہیں۔ دہلی میں اب ملاؤں نے جو شور و غوغا کیا۔ اُس کا رد عمل جو ہوا وہ اُن کے لئے لمحہ فکریہ ہے۔ اللہ تعالیٰ کے فضل سے جماعت کی ہی تشہیر ہوئی۔ اخبارات نے جہاں ان علماء کے اس پروپگنڈہ کو شائع کیا وہاں پر اس پروپگنڈہ کے رد عمل کو بھی شائع کیا ہے۔ کہ بجائے جماعت احمدیہ کی تبلیغی سرگرمیوں کے روکنے کی تشہیر کے اگر یہ قوم کی خدمت کرتے تو بہتر ہوتا۔

مسلمان کون ؟

قارئین کرام! یہ ملاں مولوی جو اپنے آپ کو اسلام کا ٹھیکیدار کہلاتے ہیں۔ کیا یہ اپنے آپ کو سچا اور صحیح مسلمان ثابت کر سکتے ہیں؟ جو جماعت احمدیہ یعنی حقیقی اسلام کے خلاف غیر مسلم قرار دینے کی دوہائیاں دے رہے ہیں۔ لیکن افسوس تو یہ ہے کہ یہ بھی کسی سے کم نہیں ہیں۔ ان کے خلاف بھی کفر ساز فیکٹریاں فتویٰ تکفیر تیار کر رہی ہیں۔ دیو بندیوں اور بریلویوں میں کئی برسوں سے رسہ کشی جاری ہے۔ چونکہ بنگلور میں انہوں نے جماعت کے خلاف اپنا زور لگانے میں کوئی کسر نہیں چھوڑی۔ اب جبکہ دہلی میں اپنی پھوکیں مار رہے ہیں۔ بنگلور میں جہاں انہوں نے تمام تر اختلافات کو ختم کر کے آپسی اتحاد کرنے کا دعویٰ کیا تھا۔ آج وہاں پر ہی دیوبندی اور بریلوی آپس میں فتویٰ کفر تقسیم کر رہے ہیں۔ گزشتہ دو ماہ سے یہ سلسلہ جاری ہے۔ اور میرے سامنے اس وقت یہ دونوں حضرات کے پمفلٹ موجود ہیں ۔

بگڑی ہے کچھ ایسی کہ بنائے نہیں بنتی
ہے اس سے یہ ظاہر کہ یہی حکم قضاء ہے

اس لئے ضروری تو یہ ہے کہ یہ پہلے اپنے آپکو سچا مسلمان ثابت کریں۔ پھر جماعت احمدیہ کی طرف اپنا رُخ کریں۔ حضرت امیر المومنین خلیفۃ المسیح الرابع ایدہ اللہ تعالیٰ بنصرہ العزیز نے اپنے تازہ خطبہ جمعہ فرمودہ ۹۷/۷/۱۱ میں واضح فرمایا ہے کہ یہ مولوی بے بس ہو کر غیر اسلامی حکومتوں کے سامنے غیر مسلم قرار دینے کا مطالبہ کر رہے ہیں۔ اگر کسی حکومت کے سامنے یہ ثابت کرنے کا موقعہ آئے کہ مسلمان کون ہے تو جماعت احمدیہ اپنے آپ کو تو مسلمان ثابت کر دے گی۔ لیکن جماعت احمدیہ کے یہ مخالف اپنے آپ کو مسلمان ثابت نہیں کر سکتے۔

اعلان دعا

میری بیٹی عزیزہ شگفتہ جبیں کی شادی عزیزم خالد محمود صاحب آف کینیڈا سے مورخہ ۲۳ر اگست کو ہونا قرار پائی ہے۔ بچی کے روشن مستقبل کیلئے اور رشتہ کے بابرکت ہونے کیلئے احباب کرام سے دُعا کی درخواست ہے۔ (اعانت بدر ۱۰۰ روپے)

عائشہ بیگم پرنسپل نصرت گرلز کالج قادیان

وصایا

وصایا منظوری سے قبل اس لئے شائع کی جاتی ہیں کہ اگر کسی صاحب کو کسی وصیت پر کسی جہت سے اعتراض ہو تو وہ تاریخ اشاعت سے ایک ماہ کے اندر دفتر بہشتی مقبرہ کو مطلع کرے۔ (سکریٹری بہشتی مقبرہ)

وصیت نمبر ۱۵۰۱۵ ...... میں کے پی عبد القادر ولد مکرم کے کے پری کٹی قوم احمدی مسلمان پیشہ قلی عمر ۷۳ سال تاریخ بیعت ۲۸ر دسمبر ۱۹۹۲ء ساکن کوچین ڈاکخانہ کوچین ضلع ارناکلم صوبہ کیرالہ۔
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۹-۹-۹۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔
خاکسار کی منقولہ جائیداد کے طور پر ۱۵۰۰۰ پندرہ ہزار روپے نقد موجود ہے۔ غیر منقولہ جائیداد چار سینٹ زمین ہے جس کی موجودہ قیمت چودہ ہزار ۱۴۰۰۰ روپے ہیں۔
اس وقت میری ماہوار آمدن بارہ سو ۱۲۰۰ روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
ایس ایچ بشیر الدین — پی کے عبد القادر — پی کے علی

وصیت نمبر ۱۵۰۱۷: میں منصور احمد ولد مکرم مقبول احمد صاحب مرحوم قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۲۷ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۲-۲-۹۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی اس وقت میری منقولہ جائیداد نہیں ہے۔ غیر منقولہ جائیداد چوبیس (۲۴) مرلہ مشترکہ ہے۔ جو قادیان بڑے ننگل کے پاس ہے۔
اس وقت میری تنخواہ مبلغ ۱۹۹۶ روپیہ ہے اس پر $\frac{1}{10}$ حصہ وصیت تازیست ادا کرتا رہوں گا۔ اسی طرح خاکسار کو دفتر بدر سے مبلغ دو صد روپے۔ ۲۰۰ ماہوار بطور الاؤنس ملتا ہے۔ اگر اس کے علاوہ کبھی کوئی مزید آمد یا جائیداد پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتا رہوں گا میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
محمد نسیم خان — منصور احمد — نصیر احمد عارف

وصیت نمبر ۱۵۰۱۸ ...... میں سید داؤد احمد ولد سید عبید السلام صاحب مرحوم قوم سید پیشہ مدرس عمر ۴۳ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۹-۲-۹۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔
۱۔ والد صاحب مرحوم کی زمین کاشت ۸ گونٹھ سونگھڑہ میں ہے اور ایک مکان رقبہ تقریباً ۶ گونٹھ جس کے ساتھ کچھ صحن بھی ہے یہ جائیداد ہم سب بھائیوں اور بہنوں میں مشترکہ ہے جب بھی خاکسار کے نام ہوگی اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کردی جائے گی۔ اس وقت خاکسار کو سالانہ ۲۸۴۱۶ روپے آمد ہے اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کو بھی خاکسار ادا کرتا رہے گا۔ ماہوار مبلغ ۲۳۶۸ روپے ہے اس کے علاوہ خاکسار کی جب بھی کوئی زائد آمد ہوگی اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کرتا رہے گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر سے شمار کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
نصیر احمد عارف — سید داؤد احمد — محمد نسیم خان

وصیت نمبر ۱۵۰۱۹ ...... میں شیخ محمود احمد ولد مکرم شیخ آدم صاحب قوم شیخ پیشہ ملازمت عمر ۲۸ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۲۰-۲-۹۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے جس کی موجودہ قیمت درج کردی گئی ہے۔
ایک مکان قریباً ۵ ۳ مرلہ کا والد صاحب کا ترکہ ہے جس میں ہم سات بھائی ایک بہن اور والدہ صاحبہ حصہ دار ہیں ابھی اس کی تقسیم نہیں ہوئی۔ بوقت تقسیم جو زمین خاکسار کے حصہ میں آئے گی اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ قادیان کو کروں گا۔ اس کے علاوہ خاکسار کی کوئی جائیداد نہیں ہے۔
اس کے علاوہ خاکسار صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہے اور میری ماہانہ تنخواہ اکیس صد چھیانویں ۲۱۹۶ روپے ہے۔ میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی ماہوار آمد کا جو بھی ہوگی۔ $\frac{1}{10}$ حصہ تازیست داخل خزانہ صدر انجمن احمدیہ قادیان کرتا رہوں گا۔
اسی طرح میری وفات کے وقت جو بھی ترکہ ہوگا اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔
آئندہ بھی اگر میں کوئی آمد یا جائیداد پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز کو کردوں گا اور اس پر بھی میری یہ وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
قریشی محمد فضل اللہ — شیخ محمود احمد — محمد یوسف انور

وصیت نمبر ۱۵۰۲۰ ...... میں داؤد احمد قریشی ولد مکرم قریشی سعید احمد صاحب درویش مرحوم قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱-۳-۹۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ منقولہ و غیر منقولہ جائیداد کی تفصیل درج ذیل ہے۔
یونٹ ۱۰۰۔ اس کا جو بھی منافع آئے گا اس کا حسب قواعد بشرح $\frac{1}{6}$ حصہ آمد میں چندہ ادا کرتا رہوں گا۔
اس وقت میں صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہوں مجھے ماہوار مبلغ ۱۹۴۵ روپے مع الاونس تنخواہ ملتی ہے۔ میں اپنی آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ اس کے علاوہ اگر کبھی کوئی زائد آمد یا جائیداد پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو دیتا رہوں گا۔ اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
ملک محمد مقبول طاہر موصی قادیان — داؤد احمد قریشی قادیان — حافظ مظہر احمد طاہر

وصیت نمبر ۱۵۰۲۱ ...... میں مظفر احمد ناصر ولد مکرم ابراھیم خان صاحب قوم احمدی مسلمان پیشہ ملازمت عمر ۳۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔ بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸-۲-۹۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔ میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ ہوگی۔ اس وقت میری کل جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کی تفصیل حسب ذیل ہے۔
۱۔ ایک پلاٹ زمین قریباً ۱۵ مرلہ موضع ننگل باغبان میں ہے جسے خاکسار نے مبلغ ۸۰۰۰ روپے میں خرید کیا تھا۔
۲۔ یوٹی آئی۔ ۱۵۰ یونٹ جس کی قیمت ۲۲۵۰ روپے ہے۔
اس وقت میری تنخواہ مبلغ ۲۳۸۸ روپے ہے اس پر $\frac{1}{10}$ حصہ کی وصیت تازیست ادا کروں گا۔
نیز خاکسار کو دفتر انصار اللہ بھارت اور بورڈنگ مدرسہ احمدیہ سے عارضی جزوقتی کام کا مبلغ ۵۰۰ روپے اور مبلغ ۱۰۰ روپے الاؤنس ملتا ہے۔ اس کا بھی $\frac{1}{10}$ حصہ وصیت ادا کرتا رہوں گا۔ اگر اس کے علاوہ کبھی مزید کوئی جائیداد پیدا کروں گا تو اس کی اطلاع دفتر بہشتی مقبرہ کو کرتا رہوں گا۔
اس پر بھی میری وصیت حاوی ہوگی۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
نصیر احمد عارف — مظفر احمد ناصر — قریشی محمد فضل اللہ

وصیت نمبر : ۱۵۰۲۲ میں محمد انور احمد ولد مکرم محمد منصور احمد صاحب قوم احمدی پیشہ مبلغ سلسلہ عمر ۲۴ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱-۱۱-۹۶ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں۔
میں وصیت کرتا ہوں کہ میری وفات پر میری کل متروکہ جائیداد منقولہ و غیر منقولہ کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی مالک صدر انجمن احمدیہ قادیان ہوگی۔ اس وقت میری کوئی جائیداد نہیں ہے۔ جب بھی میں کوئی جائیداد پیدا کروں گا۔ تو اس کی اطلاع مجلس کار پرداز قادیان کو دوں گا۔ (اس وقت والد محترم بقید حیات ہیں۔ ان کا ایک مکان جڑچرلہ میں واقع ہے)
اس وقت میری ماہوار آمد مبلغ ۷۴۵ روپے ہے میں اقرار کرتا ہوں کہ اپنی آمد کا $\frac{1}{10}$ حصہ تازیست حسب قواعد صدر انجمن احمدیہ قادیان کو ادا کرتا رہوں گا۔ میری یہ وصیت تاریخ تحریر وصیت سے نافذ العمل ہوگی۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
حافظ مظہر احمد طاہر — محمد انور احمد — محمد طاہر احمد

وصیت نمبر ۱۵۰۲۳ ...... میں طاہر احمد چیمہ ولد مکرم منظور احمد چیمہ درویش مرحوم قوم احمدی پیشہ ملازمت عمر ۳۱ سال پیدائشی احمدی ساکن قادیان ڈاکخانہ قادیان ضلع گورداسپور صوبہ پنجاب۔
بقائمی ہوش و حواس بلا جبر و اکراہ آج بتاریخ ۱۸-۲-۹۷ حسب ذیل وصیت کرتا ہوں خاکسار اس وقت صدر انجمن احمدیہ کا ملازم ہے جس کی سالانہ آمد ۲۸۰۸۰ روپے ہے اس کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی ادائیگی بھی کرتا رہوں گا۔ ماہوار مبلغ ۲۳۶۰ روپے ہے۔
ایک قطعہ زمین چھ کنال ہے جو مشترکہ ۵ بھائیوں ۳ بہنوں اور والدہ صاحبہ کا ہے لیکن تاحال والدہ کے نام پر ہے۔ جب بھی وہ زمین تقسیم کے بعد خاکسار کے نام منتقل ہوگی اس کی اطلاع دفتر کار پرداز کو کردی جائے گی اور اس کا $\frac{1}{10}$ حصہ ادا کردوں گا۔
نیز خاکسار عارضی طور پر دفتر خدام الاحمدیہ بھارت میں کام کر رہا ہے جس کا مشاہرہ ماہانہ ۲۷۰ روپے ہے جب تک خاکسار وہ کام کرتا رہے گا اس کا $\frac{1}{10}$ حصہ دیتا رہے گا۔
ایک اور قطعہ زمین جو پاکستان میں ہے وہ بھی تمام بھائی بہنوں میں مشترکہ ہے تقسیم کے بعد اس زمین کے $\frac{1}{10}$ حصہ کی ادائیگی کرتا رہوں گا۔ خاکسار کی وصیت تاریخ تحریر سے شمار کی جائے۔

گواہ شد — العبد — گواہ شد
قاری نواب احمد گنگوھی — طاہر احمد چیمہ — مبشر احمد بٹ

درخواست دُعا

مکرم عبد الرحمٰن صاحب آف حول ۱۰۰ روپیہ اعانت بدر میں ادا کرتے ہوئے اپنی شفایابی پریشانیوں کے ازالہ اور سکون و اطمینان حاصل ہونے کیلئے درخواست دعا کرتے ہیں۔
(غلام رسول سری نگر)

☆ ایک عزیز گوہر الطاف صاحب کو گردوں میں سخت تکلیف ہوتی ہے۔ ان کیلئے بھی عاجزانہ رنگ میں دعا کی درخواست ہے۔ نیز ہمارے گاؤں سے چار غیر احمدی دوست حج کر کے آئے ہیں ان کیلئے بھی دعا کریں کہ اللہ تعالیٰ ان کو حقیقی اسلام کا شیریں ثمر عطا کرے۔
(ظہور احمد چک ایمرچھ)

بقیہ صفحہ :- 6

دیتے۔ دوسری طرف نیویارک اور واشنگٹن میں مقیم بہت سے پاکستانی مسلمانوں کو ذاتی حیثیت سے جانتا ہوں جنہوں نے اپنے اسلام اور اسلامی محبت کو آسانی سے ایک طرف رکھ کر احمدیت کا سرٹیفکیٹ پیش کر کے سیاسی پناہ اور بعد ازاں گرین کارڈ حاصل کئے۔ ایسے ہی ایک دوست سے جو لاہور کی ایک معروف مسجد کے خطیب کے صاحبزادے ہیں اور انہوں نے خود کو احمدی ہونے کا اقرار کر کے نیویارک میں سیاسی پناہ حاصل کر رکھی ہے، سے میں نے اس کی وجہ پوچھی تو بڑے جرأت مند طریقے سے فرمایا "مجبوری کے عالم میں سور کھانا حلال ہے"۔ گزشتہ کچھ مدت سے بعض لوگوں نے اپنی پاکستانیت اور اسلامیت مزید مستحکم کرنے اور خود کو مہا مسلمان ثابت کرنے کے لئے یہ کہنا شروع کر دیا ہے کہ احمدیت اور یہودیت ہم وزن، ہم پلہ اور ہم مسلک ہیں۔ گزشتہ دنوں لاہور کے ایک قہوہ خانے میں اسی موضوع پر بحث ہونے لگی تو ایک ستم ظریف نے کہ وہ لاہور کے ایک بڑے قومی اخبار کے معروف کالم نویس ہیں، ارشاد فرمایا کہ احمدیوں کا خاتمہ کرنے کے لئے ہمیں بڑی سے بڑی قربانی دینے سے بھی گریز نہیں کرنا چاہئے اور پھر خود ہی "قربانی" کی تشریح کرتے ہوئے فرمانے لگے کہ اب دیکھئے ناں کہ مولانا محمد علی جوہر اور مولانا شوکت علی ہماری ملی تاریخ کے کتنے بڑے ستون ہیں۔ ہمیں ان کے افکار اور خدمات کے تذکرے کو بھی اپنی کتابوں سے خارج کر دینا چاہئے کیونکہ ان دونوں بھائیوں کے بڑے بھائی ذوالفقار علی قادیانی ہوگئے تھے اور چونکہ انہوں نے اپنے دونوں چھوٹے بھائیوں کی تربیت کی تھی اور انہیں مالی امداد سے نوازتے تھے اس لئے "علی برادران" کو بھی ملی تاریخ سے دیس نکالا ملنا چاہئے"۔

(ہفت روزہ آج کل ۷ تا ۱۰ر ستمبر ۹۵ء)

بقیہ صفحہ ۲ اداریہ

آپ نے جہاں آزادی کی خاطر تشدد اختیار کرنے والوں کو نصیحت فرمائی وہیں آپ نے ان لوگوں کی بھی کڑی تنقید فرمائی جو سخت مایوس ہو کر حصول آزادی کو ایک فضول کام سمجھنے لگے تھے اور اہل وطن کو نصیحتیں کرتے تھے کہ انگریزوں کے تمام وحشیانہ واقعات پر صبر کریں اور جو ہو گیا اس کو بالکل بھلا دیں۔ ایسے لوگ وہ تھے جو یا تو انگریزوں سے سخت مرعوب ہو گئے تھے یا ان سے ان کے اسقدر مفادات وابستہ تھے کہ وہ ان کے خلاف حرکت بھی نہیں کر سکتے تھے۔ چنانچہ اس پر حضور رضی اللہ عنہ نے فرمایا۔

"بعض لوگوں کا تو یہ خیال ہے کہ یہ امر اب طے ہو چکا ہے اس لئے ہمیں صبر سے اسے تسلیم کر لینا چاہئے میرے نزدیک یہ لوگ صبر کے صحیح معنوں کو نہیں سمجھتے صبر اسے نہیں کہتے کہ جو واقعہ ہو جائے اس کی اصلاح کی فکر نہ کی جائے بلکہ بعض دفعہ ایسے امر کی جو ہو چکا ہو اصلاح ضروری ہوتی ہے غیر مبدل وہی کام ہوتا ہے جس کی اصلاح ناممکن ہو مثلاً کسی نے کسی کو گالی دی ہے یا مارا ہے تو اس فعل کو لوٹایا نہیں جاسکتا ایسے فعل کو یاد رکھنے سے اگر نقصان ہوتا ہو یا بھلانے سے فائدہ ہوتا ہو تو اچھی بات ہے کہ اسے بھلا دیا جائے اور اس کا تذکرہ ہی نہ کیا جائے۔ لیکن مثلاً اگر کسی نے کسی کی کوئی چیز چھین لی ہے جو ضائع نہیں ہو گئی (یعنی ہمارا وطن جو انگریزوں نے چھین لیا ہے اور ان کے قبضہ میں ہے ناقل) بلکہ چھیننے والے کے پاس موجود ہے اور اس شخص نے وہ چیز اسے دے بھی نہیں دی تو جائز اور صحیح ذرائع سے اس کے واپس لینے کی کوشش کرنا منع نہیں ہے"۔ (ایضاً صفحہ ۸-۹)

پس حقیقت یہ ہے کہ جماعت احمدیہ نے آزادی ہند کی وہ لڑائی لڑی ہے جس میں اگر ایک طرف ٹھوس اور تیز دلائل کی تلوار ہے تو دوسری طرف عدم تشدد اور حکمت عملی کی مضبوط اور نفع بخش ڈھال بھی ہے اور صاف معلوم ہوتا ہے کہ ایک مذہبی جماعت ہونے کے ساتھ ساتھ جماعت احمدیہ نے آزادی ہند کے عظیم فرائض کو نہایت خوش اسلوبی سے سرانجام دیا ہے۔ باقی۔ (منیر احمد خادم)

دیوبندی مولویوں کا ہریانہ سے لڑکیاں اٹھانے کا دھندہ

لاڑوا (ہریانہ) دینک جاگرن نئی دہلی ۴ر جولائی کی ایک خبر کے مطابق گنگوہ تھانہ کے گاؤں ناجرواں کے مولوی محمد یونس کے خلاف دفعہ ۳۶۳-۳۶۶-۳۷۶ کے تحت کیس درج کیا گیا ہے اس مولوی نے ایک نابالغ لڑکی شبانہ کو اغوا کر لیا تھا جس پر لڑکی کے باپ گلزار احمد نے پولیس میں شکایت کی۔

۲۴ر جون کو پولیس نے مولوی کے گھر چھاپہ مار کر شبانہ کو برآمد کر لیا لیکن پولیس کے مطابق تب مولوی یونس فرار ہونے میں کامیاب ہو گیا تھا لیکن ۲۹ر جون کو اسے پکڑ کر عدالت میں پیش کیا گیا۔ ضمانت نہ ہونے پر مولوی کو جیل بھیج دیا گیا ہے۔

ان دنوں ہریانہ میں دیوبندی مولویوں کی طرف سے لڑکیاں اٹھانے کا دھندہ زوروں پر جاری ہے۔ اسماعیل آباد ہریانہ کے جناب میر حسن صاحب کے مطابق اسماعیل آباد سے مسمی رمضان کی لڑکی کنگووال محلہ سے اغوا کی گئی۔ اسی طرح مستاپور نزد پہوا سے ایک مستری کی لڑکی اٹھائی گئی اور حد یہ ہے کہ مولوی کا باپ لڑکی کی ماں کو بھگا کر لے گیا۔

اسی طرح نندی بھوجی ضلع کرنال سے چار لڑکیاں نکالنے کی کوشش کی گئی جبکہ دو لڑکیوں نے بھاگ کر اپنی عزت بچائی اور وہ دو کو لے کر فرار ہو گئے۔

ٹھسکہ میراں جی کے مزار پر یوپی سے ایک مولوی آیا اور ایک شخص کی بیوی کو بچوں سمیت نکال کر لے گیا۔ اسی طرح کلتھلے گرام ضلع کورکشیتر سے مسمی جھمر کی بہو کو بھگا کر لے جانے کا معاملہ بھی منظر عام پر آیا ہے۔

اَللّٰهُمَّ مَزِّقْهُمْ كُلَّ مُمَزَّقٍ وَسَحِّقْهُمْ تَسْحِيقًا

اے اللہ انہیں پارہ پارہ کر دے، انہیں پیس کر رکھ دے اور ان کی خاک اڑا دے

لولاک لما خلقت الافلاک

ترجمہ۔ (اے محمدؐ) اگر میں نے تجھے پیدا نہ کرنا ہوتا تو یہ زمین و آسمان بھی پیدا نہ کرتا۔ (حدیث قدسی)

وہ پیشوا ہمارا جس سے ہے نور سارا نام اس کا ہے محمدؐ دلبر مرا یہی ہے

منجانب

محتاج دعا۔ جماعت احمدیہ اتر پردیش

A.S. BINNING
Import - Export, Textil - Großhandel
Inh.: Avtar Singh Binning
Lager
Frankenstraße 10 - 20097 Hamburg
(S-Bahn Hammerbrook)
Telefon 040 / 236 95 79 + 23 38 39
Fax 040 / 236 95 80 Tel. privat 040 / 299 53 34

M/S NISHA LEATHER
Specialist in Leather Belts,
Ladies & Gents Bag, Jachets Wallets etc.
19A, Jawahar Lal Nehru Road
Calcutta- 700087 ☎ 2457133

STAR
☎ 543105
CHAPPALS
WHOLE SELLERS OF HIGH QUALITY LEATHER & RUBBER CHAPPALS
105/661, OPP, BLOCK NO-7 FAHIMMABAD COLONY
KANPUR-1- PIN 208001

شریف جیولرز
روایتی زیورات جدید فیشن کے ساتھ
پروپرائیٹر حنیف احمد کامران۔ حاجی شریف احمد
اقصیٰ روڈ۔ ربوہ۔ پاکستان۔ ☎ 649-04524

ارشاد نبوی
خَيرُ الزَّادِ التَّقوىٰ
سب سے بہتر زادِ راہ تقویٰ ہے
منجانب
رکن جماعت احمدیہ ممبئی

طالبانِ دعا:-
آٹو ٹریڈرز
AUTO TRADERS
16 بینٹینک لین کلکتہ 700001
دکان 248-5222, 248-1652
رہائش 243-0794, 27-0471

GURANTED PRODUCT
NEVER BEFORE
THIS COMFORT THIS DURABILITY AND SOLIGHT
A TREAT FOR YOUR FEET
Soniky
HAWAI
NEW INDIA RUBBER WORKS (P) LTD
34, A DEBENDRA CHANDRA DEY ROAD CALCUTTA -15

REGISTERED WITH THE REGISTRAR OF NEWS PAPER FOR INDIA AT NO - R.N 61/57

FAX - 01872 -20105 | ✆ 01872- 20757

THE WEEKLY BADR QADIAN 143516

DISTT - GURDASPUR, PUNJAB (INDIA).

VOL - 46 THURSDAY, AUGUST 21st 1997 ISSUE NO -34

ہومیوپیتھی طریق علاج کے متعلق آسان اور مفید معلومات

ایم ٹی اے انٹرنیشنل پر بیان فرمودہ سیدنا حضرت مرزا طاہر احمد صاحب امام جماعت احمدیہ عالمگیر کے ہومیوپیتھی اسباق سے مرتّبہ کتاب "ہومیوپیتھی یعنی علاج بالمثل" سے سلسلہ وار۔

(قسط نمبر 40)

لاروسیرااسس

LAUROCERASUS

(Cherry-Laurel)

یہ دوا بعض بعض بیماریوں میں بہت کام آتی ہے اچانک خوف اور دہشت کی وجہ سے یا گہرے غم کے نتیجہ میں جسم کانپنے لگ جائے تو لاروسیرااسس بہت اچھی دوا ہے۔ یہ کانپنا مستقل نہیں ہوتا بلکہ خواب میں ڈرکر یا کسی اجنبی کو سامنے پاکر ایسا مریض خوف سے کانپنے لگتا ہے جب بھی کوئی ہیجانی کیفیت ہو تو خوف اپنا اثر دکھاتا ہے جسم ٹھنڈا اور نیلا ہو جاتا ہے، مرگی کے دورے بھی پڑتے ہیں۔ نظر دھندلا جاتی ہے لیکن دوسری دواؤں سے اس کی کوئی خاص تفریق نہیں ہے۔ دل کے مریضوں کے لئے یہ بہت اچھی دوا ہے۔ نسبتاً بوڑھے مریضوں میں یہ دوا واقعتاً مفید ہے کیونکہ یہ دیکھا گیا ہے کہ ایسے مریضوں کے دل کی تہہ میں کھچاؤ ہوتا ہے جس سے سانس لینا مشکل ہوتا ہے۔ ڈاکٹر عموماً دل کے مریضوں کو دمہ کی دوائیں اور Inhaler دے دیتے ہیں یعنی وہ آلہ جو سانس لینے میں مددگار ہوتا ہے جن سے وقتی فائدہ تو ہوتا ہے لیکن لمبے عرصہ استعمال سے دل بند ہونے کا خدشہ ہوتا ہے۔ عموماً یہ دوا Inhaler سے بچانے میں ایک اہم کردار ادا کرتی ہے۔ سانس لینے میں دشواری، دم گھٹنا، سینے کا تنگ ہونا ایک دم گھٹن کا احساس جیسے دل کو کچھ ہوگیا ہے۔ دل کے والوز کمزور ہو جاتے ہیں اور دل کے نیچے اترنے کی سرسراہٹ سنائی دیتی ہے۔ اس کیفیت کے لئے یہ دوا مفید ہے والوز میں طاقت پیدا کرتی ہے اور وہ کمزوری جس کے نتیجہ میں خون واپس جاتا ہے اسے دور کر دیتی ہے۔ دل کی کمزوری کی وجہ سے پیدا ہونے والی کھانسی ہو اور تشنجی کھانسی جو بار بار اٹھے میں یہ دوا بہت مفید ہے۔ سپونجیا بھی ایسے مریضوں کی چوٹی کی دوا ہے۔ اس میں مریض کے چہرے پر نیلاہٹ آ جاتی ہے جس کا مطلب ہے کہ آکسیجن کی کمی کی وجہ سے سانس لینا دشوار ہوگیا ہے لیکن سب مریضوں کے چہرے پر نیلاہٹ نہیں آتی بلکہ وہ زرد پڑ جاتے ہیں ان کے لئے الگ دوائیں ہیں۔ نیلاہٹ پیدا کرنے والی دواؤں میں ایک لاروسیرااسس بھی ہے۔ ہاتھوں، پاؤں اور چہرے پر نیلاہٹ کا آثار ظاہر ہوں تو کاربوویج اور کاربو انیلس بھی اچھی دوائیں ہیں۔ اگر تشنج کی وجہ سے نیلاہٹ ہو اور مرگی کا دورہ پڑے تو پھر کیوپرم اس کا علاج ہے لیکن یہ سب نیلاہٹیں وقتی طور پر کسی عضو میں آکسیجن کی کمی کی علامت بھی ہو سکتی ہے۔ لاروسیرااسس میں سینے کی فالجی علامات پائی جاتی ہیں اس لئے بعض دفعہ ڈایا فرام کام کرنا چھوڑ دیتا ہے اس کے نتیجہ میں سانس باہر نکالنا مشکل ہوتا ہے جبکہ اندر کھینچنا اتنا مشکل نہیں۔ یہ بیماری لاروسیرااسس کی یاد دلاتی ہے کیونکہ اس کا اردگرد کے عضلات کے فالج سے بھی تعلق ہے۔

لاروسیرااسس کے مریض کو بہت سردی لگتی ہے، گرمی پہنچانے سے بھی سردی کا احساس کم نہیں ہوتا۔ معدے میں شدید درد جس کی وجہ سے مریض بات بھی نہیں کرسکتا۔ چہرے کے عضلات میں تشنجی کیفیت پیدا ہو جاتی ہے پیاس لگتی ہے اور مونہہ بالکل خشک ہوتا ہے۔ ہاتھوں اور پاؤں کے ناخنوں پر چھوٹے چھوٹے ابھار بن جاتے ہیں۔ کولہوں اور ایڑیوں میں موچ آنے کی طرح درد ہوتا ہے۔ انگلیاں بدشکل ہو جاتی ہیں اور ہاتھوں کی رگیں پھول جاتی ہیں۔

لاروسیرااسس میں غنودگی اور چکر پائے جاتے ہیں۔ بعض دفعہ غشی طاری ہو جاتی ہے۔ دماغی کمزوری کی وجہ سے یادداشت ختم ہو جاتی ہے۔ خیالات میں یکسوئی نہیں رہتی۔ سر میں شدید درد کے ساتھ پیشانی میں ٹھنڈک کا احساس ہوتا ہے۔ شدید پیاس لگتی ہے، بھوک ختم ہو جاتی ہے، معدے میں سکڑن اور شدید درد، مروڑ کے ساتھ اسہال اور سبزی مائل اور پانی کی طرح پتلے ہوتے ہیں۔

لاروسیرااسس کی تکلیفیں بیٹھنے سے کم ہوتی ہیں۔ لیٹنے کی حالت میں کھانسی شروع ہو جاتی ہے، معدے سے کمر تک گولہ سا گرنے کا احساس ہوتا ہے، جھکنے سے اور حرکت سے تکلیف بڑھتی ہے۔

لیڈم

LEDUM

(Marsh Tree)

لیڈم ایک پودے سے تیار کی جانے والی دوا ہے جس میں ایک خاص قسم کی تیز بو پائی جاتی ہے۔ اس پودے کے عرق کو اکثر بیماریوں کے علاج میں استعمال کیا گیا ہے۔ سر درد، دل کے دوروں اور بلغم کے اخراج کے لئے مفید ہے۔ ہومیوپیتھک میں اس پودے سے تیار کی جانے والی دوا لیڈم کہلاتی ہے جو کیڑوں مکوڑوں کے ڈنگ لگنے کی صورت میں یا جوڑوں کی تکلیفوں میں بہت فائدہ پہنچاتی ہے۔

لیڈم سانپ کے زہر سے مشابہ ہے اور لیکسز کی طرح اس کی بیماریاں بائیں طرف زیادہ ہونے کا رجحان پایا جاتا ہے، تکلیفیں اوپر کے دھڑ میں زیادہ شدت سے اپنا اثر دکھاتی ہیں بہ نسبت ٹانگوں وغیرہ کے۔ لیکن سر، بازوں اور ٹانگوں وغیرہ سے حرکت دل ہی کی طرف ہوتی ہے۔

لیڈم کا چوٹوں سے بھی تعلق ہے اور اسے آرنیکا اور ہائی پیرکم وغیرہ سے ملا کر دیا جاتا ہے۔ وہ چوٹیں جو گہرا اثر چھوڑ جائیں یا ایسے زخم جو نوکدار چیز مثلاً کیل یا کانٹا وغیرہ چبھنے سے لگیں اور لمبا اثر چھوڑ جائیں ان میں لیڈم مفید ہے۔ اس کے زخموں میں باوجود زخم مندمل ہونے کے درد کی لہریں بجلی کے کوندوں کی طرح اٹھتی ہیں۔ ایسی صورت میں اگر تشنج ہو جائے تو لیڈم اس کا بھی علاج ہے۔ گھوڑے کی لید تشنج پیدا کرنے میں مشہور ہے لیکن اگر گھوڑا خود کسی کیل وغیرہ پر پاؤں رکھ دے اور گہرا زخم بن جائے جو ہڈی کے کنارے تک جا پہنچے تو اس کا تشنج روکنے کے لئے لیڈم دوا ہے۔ لیڈم میں تشنج روکنے کا رجحان پایا جاتا ہے قطع نظر اس بات کے کہ وہ جراثیم کی وجہ سے ہے یا نہیں۔ ہڈیوں کے گرد اگر نوکدار چیز سے چوٹ لگے تو اس میں لیڈم بہت مفید ہے۔ اس لحاظ سے یہ ہائی پیرکم سے بھی مشابہ ہے۔ ہائی پیرکم ہڈی کے گرد پھیلی ہوئی نسوں کو تکلیف پہنچنے کے کام آتی ہے یا جراحی کے وقت نشتر لگنے سے اعصاب کٹ جائیں اور بظاہر زخم مندمل بھی ہو جائے لیکن اعصاب میں درد باقی رہے ان میں بھی ہائی پیرکم مفید ہے جبکہ لیڈم اس تکلیف کے لئے زیادہ فائدہ مند نہیں ہے۔ ایڑی میں موچ آ جائے تو آرنیکا اونچی طاقت میں دینا مفید ہوتا ہے اعصابی ریشوں میں بداثرات باقی رہ جائیں انہیں دور کرنے میں آرنیکا کام نہیں کرتی ان میں روٹا اور بیلس زیادہ اچھا اثر دکھاتی ہیں۔ انہیں یاد رکھنا چاہئے۔ ایک اور عجیب دوا جس کا بہت کم لوگوں کو خیال آتا ہے ایکوی زیٹم (Equisetum) ہے۔ اس کے متعلق عموماً یہ تصور ہے کہ رات کو بستر میں پیشاب کرنے والے بچوں کے لئے مفید ہے حالانکہ ایکوی زیٹم یہاں بہت کم اثر دکھاتی ہے جب تک دیگر علامتیں نہ ملتی ہوں یہ بستر میں پیشاب کرنے کی تکلیف میں کچھ بھی کام نہیں دیتی۔ ٹخنہ بار بار موچ آنے کی وجہ سے متورم ہو جائے اور مسلسل تکلیف رہے تو ایکوی زیٹم بہت مفید ہے، لیڈم بھی ایسے ٹخنے کی تکلیف میں مفید ہے لیکن اس کی سوزش کا عموماً جوڑوں کے درد سے تعلق ہے، چوٹوں وغیرہ کی وجہ سے سوزش نہیں ہوگی۔ چوٹوں کے نتیجہ میں بداثرات کے لئے روٹا، بیلس اور ایکوی زیٹم مفید ادویات ہیں۔

بعض ادویات کا ذکر کتب میں نہیں ملتا لیکن ان پر تجربہ کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ مفید ہیں اسے Clinical Evidence یعنی تجربہ کے بعد مفید ثابت کرنا کہتے ہیں اور ہومیوپیتھک کے فروغ میں Clinical Evidence نے بہت اہم کردار ادا کیا ہے۔ ایک زمانے میں طریقہ آزمائش کے ذریعہ بہت سی دواؤں کا حال معلوم کیا جاتا تھا وہ بہت اچھا طریق تھا لیکن اب طریقہ آزمائش کے لئے اپنے آپ کو پیش کرنے والے لوگ بہت کم ملتے ہیں جو خالی الذہن ہو کر اور ہر قسم کے تعصبات سے پاک ہو کر پروونگ کروائیں۔

ٹخنے کی چوٹ صرف ٹخنے میں ہی محدود نہیں رہتی بلکہ پنڈلی کے تشنج میں تبدیل ہو جاتی ہے۔ چلنے یا زیادہ حرکت سے تشنج شروع ہو جاتا ہے اور شدید بے چینی ہوتی ہے۔ بعض دفعہ یہ تشنج گھٹنوں یا کولہوں میں منتقل ہو جاتا ہے اور کسی اور علاج سے آرام نہیں آتا۔ اگر صحیح علاج کیا جائے تو تکلیف اوپر سے نیچے کی طرف منتقل ہوگی اور ٹخنے میں اپنی جگہ بنا لے گی جہاں چوٹ لگی تھی وہاں اس کا علاج ہو جائے تو پھر تکلیف کہیں اور منتقل نہیں ہوگی یہ ایک ہی بیماری کی مختلف شکلیں ہیں کیونکہ انسانی زندگی اصل میں ایک ہی جزو ہے اور اس کے جو حصے اعضاء میں ملتے ہیں ان کا آخری شعور ایک ہے اور اس میں وحدت پائی جاتی ہے۔ زندگی میں جو وحدت ہے وہ خدا تعالیٰ کی وحدت کا پرتو ہے اس لئے بیماریاں بھی ایک وجود کی بیماریوں کے طور پر ظاہر ہوتی ہیں۔ بے چینی کا اظہار مختلف جگہوں پر ہوگا اور بیماری کی اپنی عقل اور سوچ تو نہیں ہے لیکن چونکہ روح کی ایک سوچ ہے جس کے ساتھ بیماریوں کا مزاج مل کر ادلنے بدلنے کی کیفیت پیدا ہوتی ہیں۔ دائیں سے بائیں یا بائیں سے دائیں طرف بیماری کی حرکت کی کوئی تشریح ایلوپیتھک میں موجود نہیں ہے کہ کیوں ہوتی ہے۔ سوائے اس کے کہ گلے کی تکلیف کے بارے میں کہا جاتا ہے کہ اگر دائیں طرف کا گلا خراب ہے تو دائیں کروٹ سونے سے یہ امکان موجود ہے کہ وہ مادہ رات کو آہستہ آہستہ دائیں گلینڈ میں منتقل ہو جائے۔ اسی طرح دائیں طرف سے جو بیماری شروع ہو وہ بائیں کروٹ سونے سے بڑھ جاتی ہے، یہ صرف ایک احتمال ہے لیکن جب ہم لیکسز کی بات کرتے ہیں تو اس میں کروٹ کی کوئی بحث نہیں ہے مریض لاکھ بائیں طرف ہی سوئے بیماری ضرور ادھر منتقل ہوگی۔ لائیکوپوڈیم کی جب بات کرتے ہیں تو اکثر وہ مریض جو دائیں طرف سونے کے عادی ہیں ان کی بیماری بھی بائیں طرف منتقل ہو جاتی ہے۔ اس لئے یہ عمومی مزاج سمجھ کر دواؤں کو یاد رکھیں تو آپ کو بہت فائدہ پہنچے گا اور بہت زیادہ کتابوں پر انحصار کرنے کی ضرورت نہیں ہوگی۔

لیڈم میں ورم پائی جاتی ہے جس کی پہچان بہت آسان ہے، اگر وہ سردی سے آرام پائے اور گرمی سے بڑھے تو لیڈم علاج ہے اس کی چوٹ ہمیشہ تازہ محسوس ہوتی ہے اور خون کا دوران تیز ہوتا ہے جیسے ٹھنڈی ٹکور سے آرام آتا ہے۔ وہ درد جو جسم کے کسی ایسے عضو میں محسوس ہو جسے بیماری کی وجہ سے کاٹ دیا گیا ہو بہت تکلیف دہ ہوتا ہے کیونکہ وہاں کوئی چیز موجود نہیں ہوتی لیکن درد اور تکلیف بدستور محسوس ہوتی ہے۔ ایسی درد میں آرنیکا اور لیڈم بہت کام آتی ہیں۔ اگر یہ پتہ چل جائے کہ وہ عضو کٹنے سے پہلے کیا بیماری تھی تو اس کا علاج ہونا چاہئے کیونکہ اعصاب نے اور ذہنی ریشوں نے اس بیماری اور تکلیف کو اپنی یادداشت میں محفوظ رکھا ہوا ہے اور یہ دراصل یادداشت کا درد ہے جب اس بیماری کا علاج کریں گے تو سارے اعصاب کو پیغام مل جائے گا۔ لیڈم درد کے اس احساس کی دوا اسی صورت میں ہو سکتی ہے جبکہ اصل بیماری لیڈم کے مشابہہ ہو لیکن عضو کے کاٹنے کے بعد جو درد رہ جاتا ہے اس میں آرنیکا، لیڈم ہائی پیرکم سفائٹم وغیرہ مفید ہو سکتی ہیں۔

لیڈم میں جوڑوں کے درد کے مریض کو ٹھنڈک پہنچانے سے آرام آتا ہے اس کا مریض ٹھنڈا ہوتا ہے۔ بیرونی و اندرونی طور پر سردی محسوس کرتا ہے۔ اس لحاظ سے یہ سورائینم سے مشابہہ ہے۔ ٹھنڈک کے احساس کے باوجود سردی سے آرام اور گرمی سے تکلیف محسوس ہوتی ہے۔ آرسنک کی جلن کو بھی گرمی سے آرام آتا ہے جبکہ آرسنک کا مریض ٹھنڈا ہوتا ہے اور آگ کے سامنے بیٹھنا پسند کرتا ہے لیکن جہاں تکلیف ہو وہاں آگ لگی ہوئی محسوس ہوتی ہے، اندرونی آگ کا بھی احساس ہوتا ہے اگر بیرونی طور پر جلن کے مقام کو ٹھنڈا کرنے کی کوشش کی جائے تو مزید آگ بھڑکتی ہے۔ اس کا مطلب ہے کہ آرسنک کا اصل مزاج غالب ہے اور گرمی ہی موافق آئے گی۔ تضاد اس لئے نظر آتا ہے کہ ایک جگہ گرمی ہے اور ٹھنڈک نہیں ہے لیکن وہاں بھی گرمی ہی چاہتا ہے۔ لیڈم اس کے بالکل برعکس ہے، ٹھنڈا مریض جسم کے ٹھنڈا ہونے کے باوجود جوڑوں کی دردوں وغیرہ میں خصوصاً ٹخنے کی درد میں ٹھنڈ پہنچانے سے ہی آرام محسوس کرتا ہے۔ اس کی بیماریوں میں مریض کا چہرہ لیکسز کے مریض کی طرح سوجا ہوا اور متورم دکھائی دیتا ہے۔ دل کے مریضوں میں بھی یہ علامت ہے اس لئے دل کی تکلیفوں کے میرے عمومی نسخہ میں آرنیکا کے علاوہ لیکسز اور لیڈم شامل ہیں۔ لیڈم کے مریض کے چہرے کی رنگت نیلگوں ہوتی ہے۔ پاؤں اور پنڈلیوں میں بھی پلپلی سی ورم ہوتی ہے اور رنگت بھی نیلاہٹ مائل ہوتی ہے۔ ویسے عموماً لیڈم کا مریض مضبوط، تنے ہوئے جسم کا مالک ہوتا ہے۔

ٹخنے کے بعد گھٹنے کے جوڑ میں بیٹھنے والی تکلیفوں میں بھی لیڈم بہت مفید ہے۔ پیشاب کی ایک علامت جلسیمئم سے ملتی ہے۔ کھلا اور بےرنگ پیشاب ہوتا ہے لیکن اگر مریض کو گردے کی تکلیف ہو تو لائیکوپوڈیم سے مشابہہ ہو جاتا ہے اور پیشاب میں سرخ ریت کے ذرات نظر آتے ہیں۔

لیڈم کی مریض خواتین میں حیض بہت جلد بہت زیادہ اور گہرے سرخ رنگ کا ہوتا ہے، اگر یہ علامتیں موجود ہوں تو رحم کی اکثر بیماریوں میں مفید ثابت ہو سکتی ہے۔

لیڈم کی ایک علامت پلسٹیلا سے ملتی ہے لیکن دونوں میں فرق کرنا مشکل نہیں۔ پلسٹیلا میں اگر کسی عضو میں دیر تک درد رہے تو وہ عضو سکڑنے لگتا ہے اور کمزور ہو جاتا ہے۔ لیڈم میں بھی اگر ایک ٹانگ میں تکلیف ہو تو وہ ٹانگ دوسری ٹانگ کی نسبت سکڑ کر کچھ چھوٹا ہو جاتی ہے۔ بسااوقات ٹائیفائیڈ کے اثر سے بھی ایسا ہوتا ہے لیکن بعض گہری فالجی، علامتوں کی وجہ سے جسم اس عضو کی دیکھ بھال چھوڑ دیتا ہے ورنہ صرف درد کی وجہ سے نہیں سوکھتا۔ جس عضو میں درد اور تکلیف ہو اور عضو مرجھانے لگے اور حجم کم ہو جائے اس میں پلسٹیلا اور لیڈم بہترین دوائیں ہیں۔

لیڈم آنکھوں کی تکلیفوں میں بھی مفید ہے۔ اگر آنکھ میں چوٹ لگ جائے یا سفید پردہ چشم میں خون اتر آئے نقرس اور موتیا کی تکلیفیں بیک وقت شروع ہو جائیں تو لیڈم سے افاقہ ہوگا۔ لیڈم میں پیشانی اور گالوں پر سرخ رنگ کے چھوٹے چھوٹے دانے نکل آتے ہیں جن کو چھونے سے درد ہوتا ہے ناک اور مونہہ کے قریب بھی کیل نکلتے ہیں۔ ناک میں جلن، کھانسی کے ساتھ دم گھٹتا ہے، بلغم کے ساتھ خون کی آمیزش بھی ہوتی ہے، سانس کی نالی میں درد اور تشنجی کیفیت پیدا ہوجاتی ہے جس کی وجہ سے سانس لینے میں دقت محسوس ہوتی ہے۔ لیڈم کے مریض کے جسم میں حرارت عزیزی کم ہونے کی وجہ سے جسم ٹھنڈا رہتا ہے لیکن اس کے باوجود بستر کی گرمی برداشت نہیں کر سکتا۔ ٹکور کرنے سے بھی درد میں اضافہ ہو جاتا ہے۔ مریض اپنے پاؤں ٹھنڈے پانی میں رکھنا پسند کرتا ہے۔

شکریہ کیساتھ ایک غلطی کی اصلاح

بدر مجریہ ۳۱ ر جولائی و ۷ ر اگست کے ہر دو اداریوں بعنوان "آزادی ہند اور جماعت احمدیہ" میں غلطی سے سیدنا حضرت اقدس مسیح موعود علیہ السلام کی کتاب پیغام صلح کے متعلق لکھا گیا ہے کہ اس کتاب کی اشاعت کو ایک سو گیارہ سال کا عرصہ ہو چکا ہے جبکہ حقیقت یہ ہے کہ یہ کتاب حضور علیہ السلام نے ۱۹۰۸ء میں تصنیف فرمائی تھی اس لحاظ سے اس کتاب کی اشاعت پر ۸۹ سال کا عرصہ ہوا ہے۔ اس کی طرف محترم بدر الدین صاحب عامل درویش قادیان نے نشاندھی فرمائی ہے ہم موصوف کے شکرگزار ہیں۔ احباب اس غلطی کی درستی فرمالیں۔ (ادارہ)

ڈیزائننگ وکمپوزنگ : کرشن احمد۔ مصباح الدین قادیان